15

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۷۸ھ

۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۵۸ء

قیمت ۵ آنے

Hamid

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

اَحَادِیثُ الرَّسُولِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وُضو گناہوں کو دھو دیتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِالْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِیْئَةٍ نَظَرَ اِلَیْهَا بِعَیْنَیْهِ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ یَدَیْهِ كُلُّ خَطِیْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا یَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَیْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِیْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰی یَخْرُجَ نَقِیًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی مسلمان یا مومن بندہ وضو کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اپنے مُنہ کو دھوتا ہے۔ تو پانی کے ساتھ اس کے وہ گناہ جن کو آنکھوں نے کیا تھا۔ دُھل جاتے اور خارج ہو جاتے ہیں۔ یا اس پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ پھر جب دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے وہ تمام گناہ جن کو اُنھوں نے کیا تھا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ خارج ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ دونوں پاؤں کو دھوتا ہے۔ تو اس کے پاؤں کے وہ تمام گناہ جن کی طرف وہ چلے تھے پانی یا اس کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جاتا ہے گناہوں سے۔

وضو اور نماز گناہوں کا کفارہ ہے

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُهٗ صَلٰوةٌ مَّكْتُوْبَةٌ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ یُؤْتِ كَبِیْرَةً وَّذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

عثمانؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی مسلمان شخص کہ جب نماز کا وقت آئے۔ پس وہ اچھی طرح کرے وضو اور کرے خشوع اور رکوع مگر یہ کہ اس کا یہ عمل اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ جب تک کہ وہ گناہ کبیرہ نہ کرے۔ اور ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔

حضورؐ کس طرح وضو کرتے تھے

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ فَاَفْرَغَ عَلٰی یَدَیْهِ ثَلٰثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ یَدَهُ الْیُمْنٰی اِلَی الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ یَدَهُ الْیُسْرٰی اِلَی الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْیُمْنٰی ثَلٰثًا ثُمَّ الْیُسْرٰی ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ یُصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِیْهِمَا بِشَیْءٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِیِّ۔

جناب عثمانؓ کہتے ہیں کہ اُنھوں نے وضو کیا۔ پس تین بار اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ پھر کلّی کی اور ناک جھاڑی پھر تین مرتبہ مُنہ دھویا پھر تین مرتبہ سیدھا ہاتھ کہنی تک دھویا پھر اُلٹا ہاتھ کہنی تک تین مرتبہ دھویا پھر سر پر مسح کیا۔ پھر تین مرتبہ سیدھے پاؤں کو دھویا۔ پھر تین مرتبہ اُلٹے پاؤں کو دھویا اور پھر کہا عثمانؓ نے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔ اور نماز کے اندر اپنے دل سے باتیں نہ کرے۔ تو اس کے تمام پچھلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

وضو اور تحیۃ الوضو کی فضیلت

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّتَوَضَّاُ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ مُقْبِلًا عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مسلمان وضو کرے۔ اور اچھا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھے۔ دل اور مُنہ سے متوجہ ہو کر (یعنی ظاہر و باطن کو یکسو کر کے) تو اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے جنّت۔

وضو کی فضیلت

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ یَّتَوَضَّاُ فَیُبْلِغُ اَوْ فَیُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ یَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِیَةُ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّهَا شَاءَ هٰكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِهٖ وَالْحُمَیْدِیُّ فِیْ اَفْرَادِ مُسْلِمٍ وَكَذَا ابْنُ الْاَثِیْرِ فِیْ جَامِعِ الْاُصُوْلِ وَذَكَرَ الشَّیْخُ مُحْیِی الدِّیْنِ النَّوَوِیُّ فِیْ اٰخِرِ حَدِیْثِ مُسْلِمٍ عَلٰی مَا رَوَیْنَاهُ وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَالْحَدِیْثُ الَّذِیْ رَوَاهُ مُحْیِی السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِی الصِّحَاحِ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ اِلٰی اٰخِرِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ جَامِعِهٖ بِعَیْنِهٖ اِلَّا كَلِمَةَ اَشْهَدُ قَبْلَ اَنَّ مُحَمَّدًا

عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے تم میں سے کوئی ایسا شخص جو وضو کرے اور اس کی خوبیوں کو انتہا پر پہنچا دے (یا آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے کہ) اور پُورا وضو کرے اور پھر کہے گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ خدائے واحد کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور شہادت دیتا ہوں اس بات کی کہ محمدؐ خُدا کے بندے اور خُدا کے رسول ہیں۔ مگر یہ کہ کھولدیئے جاتے ہیں۔ اس کے لئے آٹھوں دروازے جنت سے جن دروازے میں سے اس کا جی چاہے جنّت میں داخل ہو۔ (مسلم۔ حمیدی۔ جامع الاصول۔ نووی۔ ترمذی اور ترمذی نے یہ الفاظ زیادہ لکھے ہیں۔ اللّٰھم اجعلنی الخ یعنی اے اللہ مجھ کو توبہ کرنے والوں میں سے بنا۔ اور پاکیزگی کرنے والوں میں شامل کر۔

وضو کے اعضا قیامت کے دن روشن ہونگے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّتَهٗ فَلْیَفْعَلْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری اُمّت کو قیامت

باقی صفحہ ۹ پر

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۷ | جمعۃ المبارک ۲۵ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء | نمبر [illegible]

وزراء کی تعداد

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کے آئین میں نہ مرکز اور نہ صوبوں کے وزراء نائب وزراء۔ پارلیمنٹری سکرٹری۔ پرائیویٹ پارلیمنٹری سکرٹری وغیرہ کی تعداد کا ذکر ہے۔ اور نہ ان کے عملہ کا۔ خدا جانے آئین بنانے والوں نے دیدہ دانستہ ان کا ذکر نہیں کیا یا سہواً یہ سقم رہ گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ہمارے اقتدار کے بھوکے سیاستدان جب اور جتنی چاہتے ہیں۔ ان اسامیوں کی تعداد بڑھا لیتے ہیں۔ وہ سوچنے کی تکلیف گوارا ہی نہیں کرتے کہ ان اسامیوں کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ مرکز یا صوبہ کے میزانیہ میں ان اسامیوں کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ مرکز یا صوبہ کے میزانیہ میں ان اسامیوں کی گنجائش بھی نکل سکتی ہے یا نہیں اور خزانہ یہ بوجھ برداشت بھی کر سکیگا یا نہیں۔ انگریز کے دورِ حکومت میں نہ وزراء کی تعداد اتنی زیادہ ہوتی تھی جتنی تقسیم ملک کے بعد ہو گئی۔ اور نہ ان کا عملہ اتنا ہوتا تھا اس وقت ہر وزیر ایک پرسنل اسسٹنٹ سے کام چلاتا تھا۔ اب پرسنل اسسٹنٹ کے علاوہ ہر وزیر کا ایک پرائیویٹ سکرٹری ہے اور ایک دو کلرک بھی ہیں۔ یہ اسامیاں سیاسی رشوت کے طور استعمال کی جاتی ہیں۔ اور گزشتہ کئی سال سے اس بدقسمت ملک میں یہ رشوت جاری ہو رہی ہے۔ جب ہمارے بے اصولے سیاستدان دیکھتے ہیں کہ ان کے اقتدار کی ناؤ بھنور میں پھنس کر ڈوبنے والی ہے۔ تو وہ چند آدمیوں کو سیاسی رشوت دیکر عارضی طور پر اس ناؤ کو بھنور سے نکالنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ سیاسی رشوت قبول کرنے والے پہلے تو برسر اقتدار پارٹی کی شدت سے مخالفت کرتے ہیں۔ لیکن وزارت کا عہدہ ملنے کے بعد اسی شدت سے اس کی حمایت کرنے لگتے ہیں۔ اس وقت حیرت ہوتی ہے کہ چند روز پہلے ان کے پیٹ میں جو قوم کا درد ہو رہا تھا۔ وہ یکایک کس طرح کافور ہو گیا۔ حال ہی میں مغربی پاکستان اور مرکز میں وزراء اور نائب وزراء کی تعداد میں بلا ضرورت اضافہ کو سیاسی رشوت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ چونکہ دلوں میں الفت نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ اتحاد دیر پا نہیں ہوتا۔ ہمارے سیاستدانوں کی ہوس اقتدار کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ مرکز اور صوبوں کی وزارتوں میں آئے دن ردو بدل ہوتا رہتا ہے۔

ہماری رائے میں سیاسی رشوت کا یہ طریقہ فوراً ختم ہو جانا چاہیئے۔ اس کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آئین میں مرکز اور صوبوں کے وزراء کی تعداد مقرر کر دی جائے۔ یہ درست ہے کہ سیاسی رشوت کے اور بیشمار طریقے ہیں اور ان سب کو بند کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن اصلاح کی جو صورت بھی ہو سکے۔ اس کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ سیاسی رشوت کے دوسرے طریقوں کو بند کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ کتاب و سنت کی تعلیم عام کرکے قوم کے کردار کو بلند کیا جائے۔ تاکہ نہ کوئی سیاسی رشوت پیش کرنیکی جرأت کرے اور نہ کوئی اس کو قبول کرنے کیلئے تیار ہو۔ ہمارے اسلاف کی ایسی بیشمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ جس میں ان کو عہدے پیش کیے گئے۔ لیکن انہوں نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلیں تو ہم بھی ان جیسا کردار دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ ان کے سینوں میں کتاب و سنت کا نور تھا۔ آج اگر ہم بھی ان دونوں نوروں کو مشعل راہ بنا لیں تو ہر قسم کی سیاسی رشوت بند ہو سکتی ہے۔

بورڈ اساتذہ کی ہڑتال

سابق صوبہ پنجاب کے سولہ میں سے پندرہ اضلاع کے تقریباً ۲۶ ہزار اساتذہ نے یکم اکتوبر سے ہڑتال کر دی ہے۔ صرف میانوالی کا ضلع مستثنیٰ ہے۔ اس ہڑتال کے نتیجہ میں تقریباً ۸ ہزار دیہاتی اسکول بند ہو گئے ہیں اور تقریباً دس لاکھ بچوں کی تعلیم کا سلسلہ معطل ہو گیا ہے اساتذہ اپنا مطالبہ منوانے پر مصر ہیں۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ تمام بورڈ اسکولوں کو سرکاری تحویل میں لے لیا جائے حکومت نے اس مطالبہ کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ کیونکہ اس سے حکومت کے خزانہ پر کئی لاکھ روپیہ سالانہ کا بوجھ پڑتا ہے

اساتذہ کے مطالبہ کو اخبارات سیاسی اور سماجی لیڈروں سب نے جائز قرار دیا ہے۔ اور سب نے حکومت کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اساتذہ کے اس مطالبہ کو تسلیم کرے لیکن حکومت اساتذہ کے مطالبہ کو نہ ماننے پر مصر ہے ہماری رائے میں حکومت نے زائد خرچ کا بہانہ محض اس مطالبہ کو مسترد کرنے کے لئے تراش لیا ہے۔ اگر سابق صوبہ سندھ سرحد اور بہاولپور کے بورڈ اسکولوں کو حکومت اپنی تحویل میں لے چکی ہے تو سابق صوبہ پنجاب کے اساتذہ پر یہ بیجا تشدد کیوں کیا جا رہا ہے؟ ہم حکومت سے پوچھتے ہیں کہ کبھی نئے وزراء نائب وزراء وغیرہ اور ان کا عملہ مقرر کرتے وقت بھی زائد خرچ کے متعلق سوچا گیا۔ اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو غریب اساتذہ کے مطالبہ کو کیوں زائد خرچ کے بہانے سے مسترد کیا جا رہا ہے؟ ہڑتالیوں پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ ان کے نام نوٹس جاری کئے جا رہے ہیں اور انکو معطل کرنیکی دھمکیاں دی جا رہی ہیں حکومت کے ایما پر بعض ڈسٹرکٹ بورڈوں نے متبادل انتظامات کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ یہ سب کچھ اس مسئلہ کو سلجھانیکی بجائے اس کو اور الجھا دیگا۔ اول تو ۲۶ ہزار ٹرینڈ اساتذہ کا ملنا مشکل ہے اور اگر بفرض محال مل بھی جائیں تو ملک کے بیکاروں کی تعداد میں مزید ۲۶ ہزار کا اضافہ حکومت کیلئے پریشانی کا باعث بن جائیگا۔ ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ یہ نئے اساتذہ کب تک ڈسٹرکٹ بورڈوں کے حکام کی جیرہ دستیوں کو برداشت کرینگے۔ وہ دن زیادہ دور نہیں جب وہ بھی تنگ آکر ہڑتال کرنے پر مجبور ہو جائینگے۔ ہماری رائے میں حکومت کو چاہیئے کہ اساتذہ کے جائز مطالبہ کو فوراً مان لے اور

شاعروں کی پیروی

(از جناب محمد شفیع عمر دین صاحب سجاول)

اللہ تعالے نے فرمایا ہے :-
(وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ۝ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ۝)
الشعراء رکوع ۱۱ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور شاعروں کی پیروی تو گمراہ کرتے ہیں - کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں بھٹکتے پھرتے ہیں - اور جو وہ کہتے ہیں کرتے نہیں - مگر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اور اللہ کو بہت یاد کیا - اور مظلوم ہونیکے بعد بدلہ لیا - اور ظالموں کو ابھی معلوم ہو جائے گا - کہ کس کروٹ پر پڑتے ہیں - (از حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ)

شعروں کی دو قسمیں ہیں - شاعر اور ان کے اشعار کا شغل رکھنے والے ان دو قسموں میں بٹ جاتے ہیں - (۱) اچھے شعر (۲) بُرے شعر -

(۱) **اچھے شعر** وہ ہیں جو جھوٹی تعریف، مذمت، خوشامدانہ باتوں، ہجو، کفر و شرک، رقص و سرود، خد و خال حسینوں کی تعریف اور دیگر سب غیر شرعی باتوں سے مبّرا ہوں - اور حکیمانہ خیالات سے لبریز ہوں۔ اللہ تعالے کے ذکر و فکر کی طرف رہنمائی کرنے والے ہوں -

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاعر لبید کے اس مصرع کو بہت پسند فرمایا ہے ع

الا کل شئی ما خلا اللہ باطل

(آگاہ رہو کہ اللہ کے سوا ہر چیز باطل فانی ہے) کیونکہ اس نے سچی بات کہی ہے - (مشکوٰۃ)

جب شاعروں کی مذمت کی آیت اتری تو حضرت حسّان بن ثابت رض، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن مالک رض روتے ہوئے دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے تو سرکارِ دو عالم نے دوسری آیت تلاوت فرمائی کہ تم ایمان والے ہو، نیک عمل کرتے ہو، تم مظلوم ہو کر بدلہ لینے والے ہو - لہذا تم ان سے مستثنیٰ ہو۔ (ابن کثیر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسّان کے لئے مسجد میں منبر بچھاتے اور حضرت حسّان اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اظہار فخر کرتے یا حضور کی طرف سے (کفار کی مذمت کا) مقابلہ کرتے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے کہ اللہ تعالے حسان کی روح القدس سے مدد کرتا ہے - جب وہ رسول اللہ کی طرف سے مقابلہ یا فخر کرتا ہے - (مشکوٰۃ)

نیز سرکارِ دو عالم نے فرمایا، حسان رض نے کفار کی ہجو کی (اور اس ہجو سے) مسلمانوں کو شفا دی اور خود بھی شفا پائی (یعنے سکون و طمانیت حاصل کی) (مشکوٰۃ)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ "بعض شعر حکمت ہوتا ہے" حضرت حسان رض جیسے شعراء کرام کے کلام کے لئے ہے - جس سے دلوں کے روگ مٹتے ہیں - اور قلب کا رجحان اللہ تعالے اور اس کے حبیب پاک کی محبت سے لبریز ہو جاتا ہے - اور سامع صراط مستقیم پر چل پڑتا ہے - اور ذکرِ الٰہی میں لگ جاتا ہے - کفر و شرک سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے -

کہتے ہیں کہ ایک بزرگ، حضرت سعدی کے متعلق اچھا خیال نہ رکھتا تھا - ایک رات اُس نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور فرشتے نور کے بھرے ہوئے تھال لئے نازل ہو رہے ہیں - اس نے پوچھا یہ کیا ہے ؟ جواب ملا یہ سعدی کے لئے ہے - کہ اُس نے ایک بیت کہا ہے - جو اللہ تعالے نے قبول فرمایا ہے - اور وہ بیت یہ ہے ؎

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورق دفتریست معرفتِ کردگار

یعنے سرسبز درختوں کا ہر پتہ ایک، عقلمند کی نظر میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ایک دفتر ہے (ہر پتے کی ساخت پر ذرا خیال کرو - فوراً اللہ تعالے کی طرف رہنمائی کرے گا) یہ حضرت خواب سے بیدار ہوئے اور حضرت سعدی کے مکان پر بشارت دینے گئے - دیکھا کہ دیا جل رہا ہے - اور حضرت سعدی خود یہی بیت دُہرا رہے ہیں -
(نفحات الانس جامی)

(۲) **دوسری قسم** ہے بُرے شعروں کی جن کے لئے وہ ہر میدان میں بھٹکتے پھرتے ہیں - یعنے بقول حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ - "جو مضمون پکڑ لیا اسی کو بڑھاتے چلے گئے -" یا بقول حضرت شاہ ولی اللہ رح "بہر مضمون مبالغہ میکنند (ہر مضمون میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں) یا بقول ابن کثیر رح "انہیں جنگل کی ٹھوکریں کھاتے کسی نے نہیں دیکھا - مگر ہر لغو کام میں یہ گھس جاتے ہیں - کبھی کسی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں - کبھی کسی کی مذمت میں آسمان و زمین سر پر اُٹھاتے ہیں -

جھوٹی تعریفیں، خوشامدانہ باتیں، جھوٹی بُرائیاں، منگھڑت بدیاں ان کے حصہ میں آئی ہیں - مولانا حالی رح خود پہلی قسم کے شاعر ہیں - انہوں نے دوسری قسم کے شاعروں کے کلام کا خوب نقشہ کھینچا ہے ؎

وہ شعر اور قصائد کا ناپاک دفتر
عفونت میں سنڈاس سے جو ہے بد تر
زمیں جس سے ہے زلزلہ میں برابر
ملک جس سے شرماتے ہیں آسماں پر
ہُوا علم و دیں جس سے تاراج سارا
وہ علموں میں علمِ ادب ہے ہمارا
بُرا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے
عبث جھوٹ بکنا اگر کچھ روا ہے
تو وہ محکمہ جس کا قاضی خدا ہے
مقرر جہاں نیک و بد کی سزا ہے
گنہگار واں چھوٹ جائیں گے سارے
جہنّم کو بھر دینگے شاعر ہمارے

حدیث - پیٹ کو پیپ سے بھر لینا جو پیٹ کو خراب کر دے - اس سے بہتر ہے کہ اس میں شعر کو بھر دے - (شعر سے مراد مذموم شعر ہے) (مشکوٰۃ)

حدیث - گانا یا راگ اس طرح دل میں نفاق کو پیدا کرتا ہے - جس طرح پانی کھیتی کو اُگاتا ہے - (مشکوٰۃ)

(بقیہ ۵)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۸ر ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ۳ر اکتوبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

دُنیا کے ہر کام میں اللہ تعالیٰ سے مدد لینے کی فقط ایک شرط

اور بارگاہ الٰہی سے امداد ملنے کے بطور نمونہ

پانچ اعلان

ایک شرط

یہ ہے کہ تم (اے ایماندارو) اگر اللہ تعالےٰ کے دین کی مدد کروگے - چنانچہ ارشاد باری تعالےٰ (ان تنصروا اللّٰہ) سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶ ترجمہ- اگر تم (اے ایماندارو) اللہ تعالےٰ کے دین کی مدد کروگے-

مدد سے مراد یہ ہے

کہ ہر ایک معاملہ میں اس بات کا لحاظ رکھوگے- کہ دین الٰہی کی وہ تعلیم جو ہمیں اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں دی ہے- اور جس دین کا عملی نمونہ ہم مسلمان سیّد المرسلین خاتم النّبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھتے ہیں- اس کی ہرگز مخالفت نہیں کریں گے- یعنی ہر کام کے کرنے میں وہ طریقہ اختیار کریں گے- جس میں اللہ تعالےٰ کے فرمان اور اس کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی مخالفت نہ ہونے پائے- زندگی بھر میں اس طرز عمل کا عہد کرنے کے بعد پھر اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمہیں امداد ملنے کے پانچ اعلانات ملاحظہ ہوں-

پہلا اعلان

(یَنۡصُرۡکُمۡ وَیُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ)

سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ- (اللہ تعالیٰ) تمہیں مدد دیگا- اور تمہارے قدموں کو ثابت رکھے گا- یعنی خُدا تعالےٰ کے فضل سے تمہارے قدم نہیں ڈگمگائیں گے- بلکہ دل میں اللہ تعالےٰ کی رضا کے باعث ایک طرح کی خوشی ہوگی- کہ الحمد للہ ہم نے اس معاملہ میں بے دین لوگوں کی پروا نہیں کی- اور اللہ تعالیٰ کو راضی رکھا- اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے کام بھی ہوگیا-

مثلاً

ایک دیندار مسلمان کے بیٹے کا ایک جگہ رشتہ ہُوا- لڑکی والوں نے لڑکے کے لئے رشتہ تو خوشی سے دیدیا- مگر دبی زبان سے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارے ہاں برات میں باجوں کی رسم ہے- لہٰذا برات میں باجے ضرور لائیں- لڑکے والے خاموش رہے- اور باجے لانے کا وعدہ کوئی نہ کیا- جس دن برات لائے- تو برات تو بڑی شان و شوکت سے سج دھج کر آئی- اور برادری کے تمام معزّزین ساتھ لائے- جب لڑکی والوں کے گھر پہنچے- لڑکی والوں نے کہا کہ ہم نے تو برات میں باجے لانے کا بھی ذکر کیا تھا- لڑکے والوں نے کہا کہ چونکہ شریعت محمدیہ میں باجے بجانے حرام ہیں اس لئے ہم باجے نہیں لائے- اگر خدانخواستہ آپ کے ہاں لڑکی کی شادی پر باجے لانا لازمی شرط ہے تو ہم برات لیکر واپس چلے جاتے ہیں- آپ پھر اپنی لڑکی کا رشتہ ان لوگوں کو دیں جو آپ کی شرط پوری کریں- ؎

پائے فقیر لنگ نیست ملک خدا تنگ نیست

ہمیں بھی اللہ تعالےٰ کوئی ایسا رشتہ دیدیگا جس لڑکی کے ماں باپ باجا لانے کی شرط نہ کریں-

اب لڑکی والے

بیٹھ کر سوچیں گے- کہ اگر ہم لڑکی کا نکاح کرکے نہیں دیتے تو لوگوں میں یہ بات مشہور ہو جائے گی- کہ لڑکی والوں کو لڑکے کا رشتہ تو واقعی پسند تھا- اسی لئے منظور کیا تھا- مگر فقط باجہ نہ لانے کے باعث رشتہ فسخ کر دیا- خدا کے فضل سے ان کے دل میں خود بخود یہ خیال آئیگا کہ اس صورت میں تو ہماری بڑی بدنامی ہوگی- انشاء اللہ تعالےٰ لڑکی والے جُھک جائینگے کہیں گے بہت اچھا- آئیے- تشریف لائیے- بیٹھئے- ابھی نکاح ہو جاتا ہے- اور انشاء اللہ تعالےٰ نماز عصر کے بعد لڑکی کی رُخصتی کر دیں گے-

آپ نے دیکھا

کہ دین الٰہی کی پابندی کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ نے کیسی فتح عطا فرمائی- وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز

دوسری مثال

مثلاً ایک لڑکے والوں کو لڑکی کا رشتہ بڑا ہی پسند ہے- لڑکی میں تمام خوبیاں موجود ہیں- صورت- سیرت- عقلمندی- دانشمندی- شرافت طبعی علاوہ ازیں لڑکی سے قریب کی رشتہ داری بھی ہو- مثلاً لڑکے کی خالہ کی لڑکی ہے یا پھوپھی کی لڑکی ہے- غرضیکہ لڑکی ماشاء اللہ ہمہ صفت موصوف ہے- علاوہ اس کے لڑکی کا باپ مالدار بھی ہے- یہ بھی امید ہے کہ لڑکی کو جہیز میں کم از کم چار پانچ ہزار کا مال (کپڑے- زیور- لحاف- توشک- پلنگ- کرسی وغیرہ کی صورت میں) ملیگا- اب لڑکی والے لڑکے کو رشتہ دینے سے اس لئے انکار کر رہے ہیں کہ

لڑکا داڑھی مُنڈا اور بے نماز

ہے- اور وہ اس بات پر ڈٹے جاتے ہیں- کہ اگر لڑکا مذہب اسلام کی مخالفت چھوڑ دے- اور اپنی شکل اصلی- نیچے اور کھرے مسلمانوں کی سی بنالے- داڑھی رکھ لے- اور نماز پڑھنا شروع کردے تو ہم رشتہ دینے کے لئے تیار ہیں-

لڑکی والے

لڑکے سے اسلامی شکل بنانے اور

اسلامی شعار کی پابندی کرانے پر ڈٹ جائیں تو انشاء اللہ تعالےٰ مجھے یقین کامل ہے کہ لڑکے والے اپنے لڑکے کو مجبور کریںگے کہ اسلام کی وہ دونوں شرطیں مان لے۔ تاکہ بخیر و خوبی شادی ہوجائے۔

اور انشاء اللہ تعالیٰ

وہ نوجوان بھی ساری عمر کے لئے برادری میں یہ توہین کبھی برداشت نہیں کریگا کہ اس نے لڑکی کا بہترین رشتہ اس لئے چھوڑ دیا تھا کہ لڑکی والے اس کی دینی اصلاح ہونے پر لڑکی کا رشتہ دینے پر مُصِر تھے۔

برادرانِ اسلام

آپ نے میری پیش کردہ دو مثالوں میں دیکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دین کی پابندی کرنے والے مسلمانوں کو کیسی فتح عطا فرمائی۔

علیٰ ہذا القیاس

اے میرے معزز مسلمان بھائیو۔ کہ اگر ہم مسلمان ہر معاملہ میں دینِ الٰہی کی تابعداری پر ڈٹ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری ہر موقعہ پر امداد فرمائیگا۔ اور اللہ تعالےٰ کی امداد کی برکت سے مخالف کو جھکنا پڑے گا۔

ایک پکّے دیندار کا عجیب واقعہ

سُنئے۔ جب اس گنہگار کو اللہ تعالےٰ دہلی سے لاہور لایا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مجھے شیرانوالہ سے باہر رہائش کے لئے ایک مکان کرایہ پر ملا۔ چونکہ اس مکان کے قریب یہ لائن والی مسجد ہی تھی میں نے اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آنا شروع کر دیا۔ یہ مسجد دراصل پولیس لائن والوں کی تھی محلہ کی نہیں تھی۔ پولیس والے ہی اکثر اس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ جس طرح کہ ہر تھانے کے پاس آپ دیکھیں گے کہ چھوٹی سی مسجد ضرور ہوتی ہے۔ جس میں پولیس کے آدمی جو نمازی ہوتے ہیں۔ وہ اس میں وقت پر نماز پڑھ لیا کرتے ہیں۔ تاکہ دُور بھی نہ جانا پڑے۔ اور نماز بھی باجماعت ہو جائے۔ میرے لاہور میں آنے کے وقت پولیس لائن تو یہاں سے اُٹھائی جا چکی تھی۔ اور چھوٹی سی یہ مسجد مسجد ہی رہی۔ اس میں نواں محلہ جو مسجد کے متصل ہے۔ اس محلہ کے رہنے والے ایک بزرگ بحیثیت خادم کے محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مسجد کی خدمت کرتے تھے اور ان کا ذریعہ معاش بزازی کی ایک چھوٹی سی دُکان اسی مسجد کے قریب ہی تھی۔ وہ بچارے کوئی بڑے سرمایہ دار تو نہیں تھے۔ اُنہوں نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ میں ہندوؤں سے کپڑا اُدھار لاتا ہوں۔ اور میں نے ہندو بزازوں سے کہہ رکھا ہے۔ کہ میں اُدھار لے جاؤنگا۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ وعدے کے مطابق تھانوں کی قیمت تو ادا کردونگا مگر سود نہیں دُونگا۔ مرحوم فرماتے تھے۔ کہ ہندو مجھے کہتے تھے کہ

بہت اچھّا میاں جی

آپ بیشک جتنی ضرورت ہو کپڑا لے جایا کیجئے۔ اور وقت پر قیمت ادا کر دیا کیجئے۔ ہم آپ سے سود نہیں لینگے۔ برادرانِ اسلام

آپ نے دیکھا

کہ اللہ تعالےٰ کے ایک بندے اور اس کی پاک نیت کی بناء پر کس طرح ہندوؤں کے دلوں کو نرم کر دیا تھا۔ یہ رعایت دراصل حاجی صاحب مرحوم کی للّٰہیت اور اخلاص کا نتیجہ تھی اللہ تعالےٰ کو معلوم تھا کہ میرا یہ بندہ اتنا سچّا اور پکّا مسلمان ہے۔ کہ بھُوکا رہنا منظور کرے گا۔ مگر سود دے کر مجھے ناراض کرنا گوارا نہیں کریگا۔

اِس لئے

اللہ تعالےٰ نے ہندوؤں کے دلوں کو نرم کر دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ اپنے مخلص بندوں کی خاطر اپنے دشمنوں کے دلوں کو بھی پھیر دینے پر قادر ہے۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

دُوسرا اعلان

(اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہو سکے گا۔ اور اگر تمہاری مدد نہ کرے تو پھر ایسا کون ہے۔ جو تمہاری اس کے بعد مدد کر سکے اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا۔ اور اگر وہ مدد نہ کرے۔ تو اور کوئی زمین یا آسمان میں مدد کرنے والا ہے بھی نہیں۔ اور اس کی طرف سے مدد کرنے کی شرط پہلے بیان ہو چکی ہے۔ کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کے دین کی پابندی کرو گے۔ تو پھر اللہ تعالےٰ تمہاری ضرور مدد کرے گا۔

تیسرا اعلان

(وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○ سورہ الحج رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور اللہ ضرور اس کی مدد کریگا۔ جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست غالب ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ایسے شخص کی مدد کرنے کا اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے۔ جو اس کے دین کی مدد کرے۔ یعنی جو شخص دُنیا کا ہر کام کرتے ہیں اس بات کا پورا لحاظ رکھے۔ کہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے کسی ارشاد کی مخالفت ہرگز نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالےٰ ایسے بندے کی ضرور امداد کرتا ہے۔ کیا جس شخص کی اللہ تعالےٰ امداد کرے۔ وہ کبھی دُنیا میں خائب خاسر ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں وما علینا الا البلاغ

چوتھا اعلان

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

سورہ الروم رکوع ۵ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور ہم تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں۔ سو وہ ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے

پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا - جو گنہگار تھے - اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی -

حاصل

یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام جو اپنی اپنی قوم کے پاس پیغام حق لائے تھے - ان قوموں نے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی بجائے تکذیب کی - اور ان کی موافقت کی بجائے مخالفت کی - نتیجہ یہ نکلا کہ وہ قومیں یکے بعد دیگرے دُنیا سے نیست و نابود کر دی گئیں - فاعتبروایا اولی الابصار و ما علینا الا البلاغ -

پانچواں اعلان

(اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰہِ کَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰىہُ جَہَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ - آیا وہ شخص جو اللہ کی رضا کا تابع ہے - اس کے برابر ہو سکتا ہے - جو غضب الٰہی کا مستحق ہُوا - اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے - اور کیسی وہ بُری جگہ ہے -

حاصل

یہ ہے کہ قانونِ الٰہی (قرآن مجید) کی پابندی کرکے اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنے والا اور جو شخص اللہ تعالےٰ کی رضا کی کوئی پروا نہیں کرتا - کیا یہ دونوں درجے میں برابر ہو سکتے ہیں - ہرگز نہیں - بلکہ اس دوسرے شخص کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے -

بفضلہ تعالیٰ مذکورۃ الصدر پانچ اعلانوں

سے یہ بات ثابت ہوگئی - کہ اپنے ہر کام میں امدادِ الٰہی لینے کے لئے اس کی رضا کے تابع ہو کر چلنا ضروری ہے ہر کام میں رضا الٰہی کے تابع ہونے کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں -

پہلی

دو آدمی تجارت پیشہ فرض کر لیجئے - ایک ان میں سے اللہ تعالےٰ کے قانون کے مطابق کاروبار کرتا ہے - مثلاً ہر گاہک کو مال کھرا اور خالص دیتا ہے اور گاہک سے جھُوٹ بھی نہیں بولتا - اس شخص سے اللہ تعالےٰ راضی ہوگا - کاروبار میں اس دیانتداری کے باعث جو روپیہ آئے گا - اس کو کھانے پینے پہننے میں صرف کرنے کے باعث انسان کا دل نیکی کی طرف مائل ہوگا - اللہ تعالےٰ کی یاد کرنے کا شوق پیدا ہوگا - اس بناء پر اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کی صحبت میں جائے گا - ان کی صحبت کی برکت سے یہ شخص نیک - شریف اور پرہیزگار ہو جائے گا - اس کی دُنیا بھی سنور جائیگی - جب مرے گا تو انشاء اللہ تعالےٰ اس کی قبر بہشت کا باغ بن جائے گی - اس کے مقابلہ میں دوسرا شخص خیال کیجئے جو مال کے کمانے میں حرام اور حلال کے ذریعہ میں تمیز نہیں کرتا - لوگوں کو اصلی کہکر نقلی مال دیتا ہے - کھرا کہکر کھوٹا دیتا ہے - اور دام کھرے کے لیتا ہے - یہ حرام کا مال جس کے پیٹ میں جائیگا اس کے دل میں حرام کے کاموں کے خیالات پیدا ہوں گے - حرام ہی کے کاموں میں اسے دلچسپی ہوگی - نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل اور خوار ہوگا - دُنیا میں ذلیل ہونے کے علاوہ اس کی قبر جہنّم کا گڑھا بنے گی -

اب ہر انسان

خود سوچ لے کہ کونسا راستہ اختیار کرنا چاہئے - یہ دُنیا گنبد کی آواز ہے جیسی دوگے - ویسی سنوگے - نیکی کروگے تو اپنے متعلق نیکی کی آواز سُنوگے - اور بدی کروگے تو اپنے متعلق بدی کی آواز سُنوگے - اور اسی آواز کی بناء پر قبر میں تمہارے ساتھ سلوک ہوگا - اللّٰھم اہدنا الصراط المستقیم - آمین یا الٰہ العالمین -

دوسری

سرکاری ملازمین دو قسم کے ہیں - ایک وہ طبقہ جو ہماری گورنمنٹ کے خزانہ سے جو انہیں تنخواہ ملتی ہے - اسی پر گزراوقات کرتے ہیں - اور مخلوقِ خدا کی جو خدمت حکومت کی طرف سے ان کے ذمہ ہے - وہ دیانتداری سے انجام دیتے ہیں - چونکہ یہ لوگ رشوت نہیں لیتے - اس لئے خیالات بھی پاک ہوں گے - جذبات بھی پاک ہونگے - نیکی کی طرف بھی میلانِ طبع ہوگا - اور مخلوقِ خدا کے دلوں سے بھی ان کے حق میں دُعائیں نکلیں گی - ایسے سرکاری عہدہ داروں سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا - اور مخلوقِ خدا کے دل سے دُعائیں نکلیں گی - اور انشاء اللہ تعالےٰ مخلوقِ خُدا کی دلی دُعاؤں کے باعث اللہ تعالےٰ کی رحمت ان کے شاملِ حال ہوگی اور وہ لوگ عذابِ الٰہی سے بھی بچ جائیں گے - خواہ قبر کا ہو یا دوزخ کا -

سرکاری ملازمین کا دوسرا وہ طبقہ بھی ہے جو باوجودیکہ گورنمنٹ کے خزانہ سے تنخواہ لیتے ہیں - اور پھر رعایا کی اسی خدمت کے انجام دینے میں رعایا سے الگ حق الخدمت لیتے ہیں - اسی کا نام رشوت ہے - اس کا نتیجہ یہ نکلے گا - کہ ہر شخص ایسے لوگوں سے ناراض ہوگا - ہر شخص کے دل میں یہ خیال آئیگا - کہ جب یہ لوگ گورنمنٹ کے خزانہ سے تنخواہ لیتے ہیں تو پھر انہیں اسی خدمت کا معاوضہ پبلک سے وصول کرنے کا کیا حق ہے - ہر شخص اپنی ضرورت کے پورا کرانے کے لئے انہیں رشوت دے گا - مگر دل میں ناراض ہوگا - اور جب ایسے لوگوں کا ذکر آئیگا تو ہر شخص انہیں بُرائی سے یاد کرے گا - ایسے شخص سے اللہ تعالےٰ خود بھی ناراض تھا اور مخلوقِ خُدا کے دلوں کی ناراضگی اس شخص کے حق میں اللہ تعالےٰ کے غضب کو اور زیادہ بھڑکا دیگی - نتیجہ یہ نکلے گا - کہ یہ رشوت خوار دُنیا کی زندگی میں لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوگا - اور جب قبر میں داخل ہوگا تو قبر بھی دوزخ کا گڑھا بنے گی - اور زندگی میں حرام مال استعمال کرنے کے باعث اس کے خیالات کا رجحان حرام کی طرف زیادہ ہوگا - مثلاً شراب پینا - ڈانس کھیلنا - مسجد میں آنے کو دل نہ چاہنا - سنیما دیکھنے کا بے حد شوق دل میں پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ مخربِ اخلاق افعال اور مخربِ اخلاق صحبتوں میں جانا وغیرہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ حرام مال سے اپنے آپ کو بچائے - تاکہ دُنیا میں رہنے والوں کی نظروں میں ذلیل نہ ہو اور اس کی قبر دوزخ کا گڑھا نہ بنے - اور اس کے بعد میدان محشر سے دوزخ میں نہ پہنچنے پائے -

تصویر کا دوسرا رُخ

جو خدا تعالےٰ اپنے مخلص بندوں کو ہر کام میں مدد دے کر کامیاب بنا سکتا ہے -

وُہی

اپنے مخالفین کو اپنی بے پناہ طاقت

سے تباہی کے گھاٹ بھی اُتار سکتا ہے۔

اس کے شواہد

پہلا

(وَكَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا إِلَّا أَنْ قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دی ہیں۔ جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا یا ایسی حالت میں کہ وہ دوپہر کو سونے والے تھے۔ جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا۔ پھر ان کی یہی پکار تھی۔ کہنے لگے۔ بیشک ہم ہی ظالم تھے۔

آپ نے دیکھا

اللہ تعالےٰ نے اپنی جابرانہ طاقت سے باغیوں کی بستیوں کو آناً فاناً موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اور ہلاک ہونے والوں نے ہلاکت کے وقت اپنے مُنہ سے اقرار کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں سزا دینے میں حق بجانب ہے۔ ہم ہی ظالم تھے۔ اسی کو ہماری زبان میں اس محاورے سے ادا کرتے ہیں "جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے"۔

دُوسرا

(أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷

ترجمہ۔ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی اُمتیں ہلاک کر دیں۔ ہم نے انہیں زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا جو تمہیں نہیں بخشا۔ اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب بارشیں برسائیں۔ اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں۔ پھر ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان کے بعد اور اُمتوں کو پیدا کیا۔

خُدا کرے

کہ میرے پاکستان کے ہر طبقہ کے احباب مذکورالصدر اعلانِ الٰہی کو غور سے پڑھیں۔ اور پھر اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھیں۔ ممکن ہے۔ کہ اس کے بعد کچھ انہیں اپنی اصلاح کا احساس پیدا ہو جائے۔

ایک مخلصانہ مشورہ

چاہیئے تو یہی کہ ساری قوم کی اصلاح ہو جائے۔ لیکن اگر ساری قوم اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہو تو پھر انفرادی طور پر اپنے ہر بھائی اور ہر بہن کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ ہر شخص انفرادی طور پر اپنا معاملہ اللہ تعالےٰ سے درست کر لے کیونکہ ہر انسان نے اپنی اپنی قبر میں جانا ہے۔ اس لئے جو شخص بھی اپنا تعلق اللہ تعالےٰ سے درست کر لے گا۔ اس کی قبر تو بہشت کا باغ بن ہی جائیگی وما علینا الا البلاغ۔

تیسرا

(وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَوْعِدًا ۝) سورہ الکہف رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور یہ بستیاں ہیں۔ جنہیں ہم نے ہلاک کیا ہے۔ جب انہوں نے ظلم کیا تھا۔ اور ہم نے ان کی ہلاکت کا بھی ایک وقت مقرر کیا تھا۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کئی بستیوں کے رہنے والوں کو ہلاک کر دیا۔ ان ہلاک ہونے والوں کا جرم یہی ظلم تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی بیشمار نعمتوں سے فائدہ اُٹھانا اور اسی کے احکام کی ڈٹ کر مخالفت کرنا۔ اور اگر ہادی دین کوئی پیغمبر آئے تو اس کی نافرمانی کرنا۔ بلکہ اس کی بے عزتی کرنا۔ کسی کو جادوگر ہونے کا طعنہ دینا۔ کسی کو کو پاگل ہونے کا طعنہ دینا وغیرہ وغیرہ

سُنّۃُ اللہ

یہ ہے کہ اپنے باغیوں کو کچھ مدت تک مہلت دے کر پھر عذاب الٰہی میں مبتلا کیا کرتے تھے۔ اور ان کی تباہی اور بربادی کی کوئی میعاد تقدیر الٰہی میں مقدر ہُوا کرتی تھی۔ جب وہ وقت آتا تھا۔ پھر ان پر عذاب نازل ہوتا تھا۔

اے میرے ملک کے رہنے والو

مذکورالصدر حالات کے آئینے میں اپنا مُنہ دیکھو۔ کہ کہیں ہم بھی ان کی طرح باغیانہ لائن پر تو نہیں جا رہے۔ بعض آدمی نیک تو ان ہلاک ہونے والی قوموں میں بھی ہوتے ہیں۔ ان قوموں کی تباہی کے وقت اگر کوئی پیغمبر موجود ہوتا تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کو پہلے اطلاع دیدی جاتی تھی۔ کہ مخلصین کو بچالیں۔ پھر باغیوں پر عذاب الٰہی نازل ہُوا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ میرے اس بیان کے شاہد ہیں۔

چوتھا

(أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝)

سورہ الدخان رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ لوگ جو ان سے پہلے ہوئے۔ ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ کیونکہ وہ مجرم تھے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "تبع بادشاہ تھا یمن کا۔ سب قوم اس کی بُت پرست۔ اس کو یقین آیا تورات پر (یعنی تورات پر ایمان لایا) اپنی قوم کے سامنے آزمایا۔ کہ سچا دین کونسا۔ بڑی آگ لگائی (یعنی جلائی) دو حبر یہود کے تورات بغل میں لے کر اس میں گھس گئے۔ نہ جلے۔ دو بُت پرست بُت کو بغل میں لے کر چلے۔ جلنے لگے۔ اُلٹے بھاگے۔ اس کی قوم اس کی دشمن ہُوئی۔ آخر خراب ہوئے"۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "تبع لقب تھا یمن کے بادشاہ کا جس کی حکومت سبا اور حضر موت وغیرہ سب پر تھی۔ "تبع" بہت گزرے ہیں۔ اللہ جانے یہاں کونسا مراد ہے۔ بہرحال اتنا ظاہر ہُوا۔ کہ اس کی قوم بہت قوت و جبروت والی تھی۔ جو اپنی سرکشی کی بدولت تباہ کی گئی۔ ابن کثیر نے اس سے قوم سبا مراد لی ہے۔ جس کا ذکر سورہ سبا میں گزر چکا (من قبلھم سے مراد) عاد و ثمود وغیرہ ان سب کو اللہ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کرکے چھوڑا۔ کیا تم ان سے بہتر یا ان سے زیادہ طاقتور ہو کہ تم کو

ہلاک نہ کرے گا یا نہ کر سکیگا۔"

اے میرے پاکستان کے باشندو

مذکور الصدر سطروں کو غور سے پڑھو۔ اور ان تباہ ہونے والی قوموں کے حالات سے اپنے حالات کا مقابلہ کر کے دیکھو کیا تم بھی کہیں ہلاکت کے راستہ پر تو نہیں جا رہے۔

مَیں مانتا ہوں

کہ میرے مُلک میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اکثریت کن لوگوں کی ہے۔ اور اسلام کا احترام کرنے والے زیادہ ہیں یا اسلام کی بے حرمتی کرنے والے زیادہ ہیں"

وما علینا الّا البلاغ۔

بقیہ احادیث الرسولؐ (صفحہ ۲ سے آگے)

کے دن غراً محجلین یعنی روشن پیشانی اور سفید اعضاء والے کی صفت سے پکارا جائے گا۔ اور یہ روشنی و سفیدی وضو کی وجہ سے ہوگی۔ پس تم میں سے جس شخص کے لئے یہ ممکن ہو کہ اپنی پیشانی کی روشنی کو بڑھائے پس چاہیے کہ وہ ایسا ہی کرے۔

وضو کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَبْلُغُ الْحِلْیَۃُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوُضُوْءُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہنچے گی (جنت میں) مومن کو زینت یا زیور جہاں تک پہنچے گا وضو کا پانی۔

بقیہ۔ شاعروں کی پیروی (صفحہ ۷ سے آگے)

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ گندے اور بیہودہ اشعار کے قریب نہ جائیں۔ صرف ان اشعار کا مطالعہ کریں جو ہمارا ایمان تازہ کریں۔ عمل صالح کی طرف رہنمائی کریں۔ ذکر و فکر کا شوق بڑھائیں۔ موضح القرآن کے حاشیہ پر حضرت شاہ صاحبؒ نے یوں تحریر فرمایا ہے۔ "مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی یاد کہے یا کفر کی مذمت، گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی ہجو کریں ایسا شعر عیب نہیں۔"

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

حق پرست دینداروں کو اس وقت باطل کا بڑی ہمّت سے مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْد ۔ دُنیا میں بہادر وہ شخص کہلاتا ہے جو دشمنوں کے نرغہ میں گھر کر بھی ہمّت نہ ہارنے پائے۔ بلکہ ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرے۔ دُنیوی نقطہ نظر سے اس کو بہادر کہتے ہیں۔ دینی نقطہ نظر سے بھی بہادر وہ شخص ہے کہ جب دینِ حق باطل کے نرغہ میں آجائے۔ تو وہ ہمّت نہ ہارنے پائے۔ بلکہ ڈٹ کر باطل کا مقابلہ کرے۔ اس وقت پاکستان میں سچّا دین باطل کے نرغہ میں آیا ہُوا ہے۔ باطل کی حمایت کون لوگ کر رہے ہیں؟ افسوس صد افسوس مسلمان کہلانے والے ہی باطل کی حمایت کر رہے ہیں۔ وہ دانستہ نہیں۔ بلکہ نادانستہ باطل کی حمایت اور دینِ حق کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں قرآن کی تعلیم نہیں ہے۔

قرآن قریش کے ہاں نازل ہُوا۔ قریش وہ ہیں جو فدائے توحید۔ علمبردارِ توحید۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ان کا دادا حضرت اسمٰعیلؑ پیغمبر اور پڑدادا حضرت ابراہیمؑ پیغمبر۔ ان کے پڑدادا کو توحید پرستی کے جرم میں نمرود نے آگ میں ڈلوایا۔ انہوں نے آگ میں جلنا قبول کیا۔ مگر توحید کا دامن نہ چھوڑا۔ نمرود بادشاہِ وقت تھا۔ خدائی کا دعویدار تھا۔ لوگوں سے سجدے کرواتا تھا۔ اس نے جب ابراہیمؑ سے سجدہ کرنے کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا۔ کہ میرا وجود آگ میں بھسم ہوجائے تو ہو جائے لیکن میں تجھے خدا ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

یہ قریش ان کی اولاد ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توحید کا پیغام لے کر آئے تو قریش نے اللہ تعالےٰ کے علاوہ ۳۶۰ اور خدا بنا رکھے تھے۔ جب آپؐ ان کو کلمہ طیبہ لا الہ الّا اللہ کی تلقین فرماتے تو وہ تعجب سے کہتے۔ اَجَعَلَ الْاٰلِہَۃَ اِلٰہًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ ایک آیت کے بعد پھر آتا ہے۔ مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ ۚ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝

سورہ صٓ رکوع ۱ پارہ ۲۳

(ترجمہ۔ کیا اس نے کتنے معبودوں کو صرف ایک معبود بنا دیا۔ بیشک یہ بڑی عجیب بات ہے۔) (ترجمہ۔ ہم نے یہ بات اپنے پچھلے دین میں نہیں سنی۔ یہ تو ایک بنائی ہوئی بات ہے۔

ان کے خیال میں اللہ تعالےٰ ایک کیسے ہوسکتا ہے۔ ۳۶۱ خدا ہونے چاہئیں ایک آسمان پر اور ۳۶۰ زمین پر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی یہ بیان کیا گیا ہے۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

سورہ یٰسٓ رکوع ۱ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ تاکہ آپؐ اس قوم کو ڈرائیں جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے۔ سو وہ غافل ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان تقریباً اڑھائی ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ اس طویل عرصہ میں ان کے ہاں کوئی نبی نہیں آیا۔ اس لئے علمبردار توحید کی اولاد مشرک ہوگئی۔ نسلی مسلمانو! غور سے سُنو۔ جب تک تم بھی قرآن کی تعلیم حاصل نہ کروگے شرک سے نہیں بچ سکوگے۔ قرآن کی تعلیم سے بے بہرہ ہونے کے باعث مسلمان زادوں میں کفر اور شرک موجود ہے۔ مثلاً کوئی کہتا ہے۔ چور کا ہاتھ کاٹنا وحشیانہ سزا ہے

گویا کہ نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ ظالم ہیں۔ حالانکہ وہ خود فرماتے ہیں۔

(وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝) سورہ المائدہ رکوع ۱۷ پارہ ۶

ترجمہ۔ اور چور چاہے مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ اُن کی کمائی کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

کوئی کہتا ہے سود حرام نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ سود کے بغیر قومیں پنپ نہیں سکتیں۔ دیکھو نا یورپ اور امریکہ سود کے ذریعہ ہی ترقی کر رہے ہیں۔ سود کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ۚ الآیہ

سورہ البقرہ رکوع ۳۸ پارہ ۳

ترجمہ۔ حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

آگے چل کر اللہ تعالےٰ سودخوروں کو اپنی اور اپنے رسولؐ کی طرف سے جنگ کا الٹی میٹم دیتے ہیں۔

فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ الآیہ

سورہ البقرہ رکوع ۳۸ پارہ ۳

ترجمہ۔ تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے

کوئی کہتا ہے پردہ نہیں ہونا چاہیئے دیہاتی اور شہری آبادی ملا کر بمشکل تمام پانچ فیصدی عورتیں پردہ دار ہوں گی۔ یہ چاہتے ہیں کہ وہ بھی ہمیں مُنہ دکھائیں۔

یہ بکواس بکنا کفر ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ سے زیادہ عقلمند اور شفیق علی الخلق سمجھتے ہیں۔ اگر انگریز کے زمانہ میں یہ لوگ اس طرح کی باتیں کہتے تو ہم ان کے خلاف مقدمہ دائر کر دیتے۔ انگریز کے وقت میں اسلام کی اتنی توہین نہیں ہوتی تھی جتنی پاکستان میں ہو رہی ہے۔ مسلمانوں میں ایمان کی بجائے کفر۔ توحید کی بجائے شرک موجود ہے۔ دینِ حق اس وقت باطل کے نرغہ میں آیا ہُوا ہے۔ دینِ حق، قرآن مجید ہے۔ احادیث قرآن مجید کی شرح ہیں۔ قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے حضورؐ کی سنّت کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ جو شخص احادیث کو چھوڑ کر قرآن مجید کو اپنی مرضی سے بیان کرتا ہے۔ وہ کبھی سیدھے راستہ پر قائم نہیں رہ سکتا۔

مَیں کہا کرتا ہوں کہ مسلمان جہالت کی بناء پر اسلام کی مخالفت کرتا ہے۔ دانستہ یہ اسلام کا دشمن نہیں ہے۔ مسلمان کے سامنے چونکہ اصلی اسلام نہیں ہے اس لئے یہ مخالفت کرتا ہے۔ اصلی اسلام وہ ہے۔ جو کتاب و سُنّت میں ہے۔

قریش میں جب تک قرآن مجید نہیں آیا ان کا عقیدہ درست نہیں ہُوا۔ وہ نبیوں کی اولاد ہیں۔ اور تعجب سے کہتے ہیں۔ ایک خدا بھی ہوسکتا ہے شیطان نے ایک خدا کے پرستار کی اولاد کو ۳۶۰ بُتوں کا پرستار بنا دیا۔ ہم تو ہیں ہی ہندوؤں کی اولاد۔ سوائے سادات۔ صدیقی۔ فاروقی حضرات کے جو اپنا سلسلۂ نسب ارض مقدس سے جا ملاتے ہیں۔ باقی ہم سب ہندوؤں کی اولاد ہیں۔ کوئی ایک پشت سے مسلمان ہے کوئی دو پشت سے کسی کو اپنا مسلمان ہونا یاد ہے اور کسی کو یاد نہیں۔ اے مسلمان! جب تک تیرے سینہ میں نور قرآن نہیں آئے گا شیطان تیرا ایمان نہیں بچنے دے گا جس طرح بھڑوں کے چھتہ کو چھیڑا جائے۔ تو سب بھڑیں چھیڑنے والے پر حملہ آور ہوتی ہیں۔ اسی طرح جو قرآن مجید کا پیغام پہنچائے مسلمان کہلانے والے اپنی جہالت کے باعث اس پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

لاہور کی آبادی کے متعلق کوئی کہتا ہے ۱۶ لاکھ ہے۔ پولیس کی رپورٹ ہے کہ ۱۴ لاکھ ہے۔ مَیں پولیس کی رپورٹ کو صحیح مانتا ہوں۔ اگر ۱۴ لاکھ کی آبادی میں دس ہزار کی اوسط میں ایک درس قرآن دینے والا ہوتا تو لاہور میں ۱۴۰ درس قرآن ہونے چاہیئے تھے۔ بیس ہزار کی اوسط میں ۲ ایک ہوتا تو ۳۵ ہوتے۔ اگر لاہور میں ۳۵ درس قرآن مسلک نبوّت کے مطابق ہوتے تو لاہور جگمگا اُٹھتا۔ نہ کفر رہتا۔ نہ شرک رہتا اور نہ بدعت رہتی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں قرآن مجید کے اتباع کا حکم دیتے ہیں۔

اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ الآیہ

سورہ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اُتری ہے اس کا اتباع کرو۔

[illegible]

جو شخص قرآن مجید کی تابعداری نہیں کرے گا شیطان اس کا ایمان نہیں بچنے دے گا۔ اگر امیر نمک نہیں ڈالے گا تو اس کی ہنڈیا پھیکی ہوگی۔ غریب نہیں ڈالے گا تو اس کی پھیکی ہوگی۔ اگر بادشاہ کابلی دنبہ کے گوشت سے پکائی ہوئی پلاؤ کی دیگ میں نمک نہ ڈالے گا تو اس کی دیگ بھی پھیکی ہوگی۔ ہر چیز کا ایک خاصہ ہوتا ہے۔ جو دوسری کسی چیز میں نہیں پایا جاتا۔ نمک کا خاصہ ہے نمکینی۔ قرآن مجید کا خاصہ ہے معرفت الٰہی

إِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوطُ۔

ترجمہ۔ جب شرط نہ رہے تو مشروط نہیں رہتا۔

اگر قرآن مجید نہ ہوگا تو معرفت الٰہی بھی کماحقہٗ حاصل نہ ہوگی۔ قرآن مجید کی تعلیم کے بغیر جو اسلام ہوگا وہ کہلائیگا تو اسلام مگر وہ نقلی اسلام ہوگا۔ اصلی نہ ہوگا۔

قرآن مجید کی تعلیم کے بغیر نہ غریب کا ایمان بچے گا نہ امیر کا۔ نہ سیٹھ کا۔ اور نہ عہدہ دار کا۔ شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ سے قیامت تک مہلت لے کر دُنیا میں آیا ہُوا ہے۔

(قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝) سورہ ص ع ۵ پ ۲۳

ترجمہ۔ تیری عزّت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہوں گے۔

اس کی جُرأت دیکھئے۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے یہ دعوےٰ کرکے آیا ہے بعض مچھلیاں سیدھی تیرتی ہیں وہ فوراً جال میں پھنس جاتی ہیں۔ بعض اچھلتی ہیں۔ یہ بچ جاتی ہیں۔ ان کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ زیادہ تر جال میں پھنس جاتی ہیں۔ اسی طرح شیطان کے پھندا سے کوئی بچ سکتا ہے۔ شیطان کے اس دعوےٰ کے بعد اللہ تعالےٰ کا فیصلہ بھی سُنئے

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ سورہ ص رکوع ۶ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ میں تجھ سے اور اُن میں سے جو تیرے تابع ہوں گے سب سے جہنم بھر دوں گا۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان (مقبل) ہے۔ ہادیوں کی یہ تعداد ہے کہ چالیس ہزار

میں ایک بھی مسلک نبوّت پر درس قرآن دینے والا نہیں ہے۔ اور مضلّین کی وہ کثرت کہ ہر انسان کے ساتھ ایک مضل ہے۔ پھر ایمان کس طرح بچ سکتا ہے۔ ہادی وہ ہے جس کے دائیں ہاتھ میں مشعل قرآن ہو اور بائیں ہاتھ میں مشعل حدیث خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو۔ اور وہ مسلک نبوت پر درس قرآن مجید دے۔ سورہ الشعراء میں اللہ تعالےٰ نے تقریباً سب بڑے بڑے انبیاء علیہم السلام سے یہ اعلان کرایا ہے۔

وَمَآ اَسْئَلُکُمْ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۞ سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

ہندو بھی شام کو مزدور کو مزدوری دے دیتا تھا۔ تاکہ وہ اپنا اور اپنے بال بچّوں کا پیٹ پال سکے۔ کیا اللہ تعالےٰ اپنے دین کی خدمت کرنے والوں کو رزق نہ دے گا؟ ضرور دے گا۔ کسی اللہ والے نے کہا ہے ؎

دوستاں را کجا کنی محروم
توکہ با دشمناں نظر داری

اے دُنیادار! جو تم سے تنخواہ لیکر کھائے گا وہ تمہیں حق کس طرح کہہ سکتا ہے۔ ؎

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

میں کہا کرتا ہوں کہ اگر کسی مسجد کا ایک ہی متولی ہے اور اس مسجد کا امام تنخواہ لیتا ہے تو اس کو متولی کی رعایت کرنی پڑے گی۔ اس کو ڈر ہوگا۔ کہ اگر متولی ناراض ہوگیا تو تنخواہ بند ہو جائیگی۔ اگر کسی مسجد کا ٹرسٹ ہے اور اس ٹرسٹ کے سات ممبر ہیں تو امام صاحب کے آٹھ خدا ہونگے۔ سات ٹرسٹ کے ممبر اور آٹھواں آسمان پر اللہ تعالیٰ۔ اس کو ڈر ہوگا۔ کہ وہ ناراض ہوکر نکال نہ دیں جس کو آپ Vote of Censure کہتے ہیں۔ اس کو اس کا ڈر ہوگا۔ مسلک نبوّت پر کام کرنے والا دُنیا دار سے کہے گا کہ تمہاری دولتیں تمہیں مبارک ہوں۔ میں اللہ تعالےٰ کے دروازہ کا بھکیاری ہوں وہ جہاں سے چاہے گا میری ضروریات زندگی پوری کرا دیگا۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ

وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط الآیہ
سورہ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے۔ اور اسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہو۔

اے دُنیادار! تم کو اللہ تعالےٰ مِنْ حَیْثُ یَحْتَسِبُ رزق عطا فرماتا ہے۔ دوکاندار نے دس ہزار روپیہ کا مال دوکان میں ڈال رکھا ہے اس کو معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے مہینہ گزرنے کے بعد اس میں سے رزق دے گا۔ ملازم پیشہ کو تنخواہ اور زمیندار کو زمین سے رزق ملتا ہے۔ یہ مِنْ حَیْثُ یَحْتَسِبُ ہے۔ اللہ والوں کو مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ رزق ملتا ہے۔

۱۹۱۴ء کی پہلی عالمگیر جنگ کے بعد ایک ترک افسر کا بیان اخبارات میں شائع ہُوا تھا۔ کہ ترک کو لڑنے کا مزا ہی اس وقت آتا ہے جب وہ دشمنوں کے نرغہ میں گھر جاتا ہے۔ پھر وہ دشمن کی صفوں کو چیر کر نکل جاتا ہے۔ ترکوں کی سنگینیں اتنی لمبی ہوتی تھیں۔ کہ انگریزوں کے لشکر کے تین تین آدمیوں کو ایک ہی سنگین میں پرو کر دُور پھینک دیتا تھا۔ میں عرض کر چُکا ہوں کہ پاکستان میں اس وقت اسلام باطل کے نرغہ میں آیا ہُوا ہے اس کو ایسے بہادروں کی ضرورت ہے جو مسلک نبوّت پر کام کریں اور باطل کے مقابلہ میں دینِ حق کے لئے سینہ سپر ہوں۔ نہ کسی سے ڈریں اور نہ دبیں۔ اللہ تعالےٰ یہ کب گوارا کر سکتے ہیں کہ قرآن تو اس کا پڑھائیں اور لیں دوسروں سے۔ قرآن مجید دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی کر دکھاتا ہے۔ اب تو محلہ والے ٹھیک ہو گئے ہیں۔ لیکن ابتدا میں انہوں نے مجھے بڑا ستایا۔ ایک دفعہ تنگ آکر میں نے ان سے کہا کہ میں قرآن مجید ہاتھ میں لے لیتا ہوں تم مجھے دھکے دیکر مسجد سے نکال دو۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ یہ جرأت ان کو نہ ہُوئی۔ اللہ تعالےٰ میرے دونوں مربّیوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین یہ سبق اُنہوں نے پڑھایا ہے۔ اللہ والے بڑے سے بڑے دُنیا دار کی بھی پروا نہیں کرتے۔ حضرت امروٹی رح جو شجرہ میں بائیں طرف ہیں۔ جلالی مزاج تھے۔ ایک دفعہ رک جنکشن کے اسٹیشن پر ایک شخص ان کے پاؤں کو ہاتھ لگانے کے لئے آگے بڑھا اس کی شکل و صورت خلاف شرع تھی۔ آپ نے اس کو پرے ہٹا دیا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت! یہ ملتان کے نواب ہیں۔ حضرت رح نے فرمایا کہ میں نے سمجھا تھا کہ یہ ملتان کے کنجر ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے دین کی عزّت نہیں کرتا اللہ والوں کے ہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اس بدنصیب شہر لاہور میں اس قدر اندھیر نگری ہے۔ کہ چالیس ہزار کی اوسط میں ایک بھی صحیح معنوں میں ہادی نہیں ہے۔ باطل کی فوجیں چاروں طرف سے اسلام پر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے بہادروں کی ضرورت ہے۔ جنگ ہوازن میں بڑے بڑے بہادر صحابہ کرام رض کے پاؤں اُکھڑ گئے تھے۔ لیکن حضور صلعم میدان میں ڈٹے رہے اور یہ اشعار زبانِ مبارک پر جاری تھے ؎

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

میں سب حق پرست مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ سب ائمہ مساجد سے کہیں کہ وہ تمہیں قرآن پڑھائیں تاکہ تمہیں صحیح اسلام کا پتہ چلے۔

ایک دفعہ مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجھ سے فرمایا کہ اگر آپ یہ درس امرتسر میں دیتے تو رنگ اور ہوتا وہ لاہوریوں سے ناراض ہیں اور ان کو کوفی لا یوفی کہا کرتے ہیں۔ الحمد للہ میں لاہوریوں سے خوش ہوں۔ مسلک نبوّت پر کام کرنے والا دُنیا دار سے یہ کہیگا ؎

ملک خدا تنگ نیست پائے فقیر لنگ نیست

اگر تم ایک مسجد سے نکال دوگے تو ہم دوسری مسجد میں چلے جائیں گے۔

اگر لاہور میں صرف سات دوکانیں آٹے کی ہوتیں تو سب بھوکے مرتے یا نہیں۔ قرآن مجید کی ہدایت کے لاہور میں سات مرکز بھی نہیں۔ تو مسلمانوں کا ایمان کس طرح بچ سکتا ہے۔ قبر میں دینِ حق کام آئیگا بناوٹی دین کام نہ آئے گا۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو دینِ حق کا متبع ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین

میں کل انشاء اللہ تعالےٰ عمرہ کے لئے جا رہا ہوں۔ مولوی حبیب اللہ کی والدہ بھی ساتھ جا رہی ہے۔ وہ وہاں بیٹھا دُعائیں

باقی صفحہ ۱۸ پر

قرآن اور ہم

(از جناب ڈاکٹر عبدالمالک ریاض ۲۱ - شالامار ٹاؤن - لاہور)

قرآن کیا ہے؟ یہ تھا وہ سوال جو عموماً اور متواتر میرے بچپنے سے ذہن میں پیدا ہُوا کرتا - اور اس کے حل کا شوق دل میں گدگدایا کرتا تھا - اور جب کہ میرے بچپن میں محترمی جناب سید نذیر احمد گورداسپوری مدظلہ العالی دادام اللہ فیوضہ، مجھے قرآن کریم پڑھایا کرتے تھے - مولانا موصوف اکثر فرمایا کرتے تھے - کہ اللہ تعالےٰ کا یہ ذاتی کلام وہ انعام و پیام ہے - جو خوش بختی سے جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہم تک پہنچایا گیا - یہ کسی خاص طبقہ - نسل ملک یا کسی خاص زمانے کے لئے نازل نہیں ہُوا، بلکہ ساری دُنیا کے ہر زمانہ کے جنوں اور انسانوں کے لئے مشعلِ راہ ہے - جس طرح کمرے میں بجلی کے جس رنگ کے قمقمے یا بلب ہونگے - اسی رنگ کی کمرے میں روشنی ہوگی - حالانکہ کرنٹ یعنی برقی رو کی بذاتِ خود کوئی رنگت نہیں - وہ ایک طاقت ہے - جو بجلی کے پنکھوں - قمقموں اور قندیلوں کو روشن کرنے - بوجھل دھات یعنی ہوائی جہازوں کو کافی بوجھ لے کر ہوا میں اُونچا اُڑانے - بڑی بڑی کلوں کو شب و روز چلانے - ایک دوسرے ملک کے ہر قسم کے نشری پروگرام کا بولنے والے کی اصلی آواز میں بیک وقت ہر جگہ سُنائی دینے - آلۂ جہیر الصوت کے ذریعہ نحیف آواز کے بلند ہونے وغیرہ کا مسلسل فیض ہے - جو بلا تخصیص ہر متعلق کو پہنچتا ہے -

اس کتاب میں ازل سے ابد تک کوئی تغیر و تبدل نہ ہُوا اور نہ ہی ممکن ہے - بلکہ اس کی زیر - زبر - شد - مد - سب کچھ دُنیا بھر کے سینوں میں محفوظ ہیں - باوجودیکہ اس کی صرف ایک - نحو ایک - ابواب و تراکیب ایک - تاہم جس نے جس نیت اور مقصد سے اس کو دیکھا اسی طرح پایا - اگر کسی نے حصولِ سعادت کے لئے دیکھا - تو وہ سعید ہُوا - اگر کسی نے دل میں بیماری رکھتے ہُوئے اعتراض کی نظر سے دیکھا - وہ معترض کہلایا - اور گمراہ ہوگیا - اگر کسی نے سیاسی نگاہ سے دیکھا - وہ سیاستدان کہلایا - اگر کسی نے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے تصوف کی عینک سے دیکھا - وہ ولی اور صوفی بن گیا وغیرہ وغیرہ - چنانچہ یہ وہ معجز نما - بےمثل و اکمل و آخری کتاب ہے جس کی تائید میں اس سے پیشتر کئی آسمانی صحیفے اور کتابیں مثلاً توریت - زبور و انجیل علیحدہ علیحدہ اقوام پر نازل ہوئیں - جو قرآن کے نزول پر تمام بالترتیب منسوخ ہوگئیں - اس میں بنی نوع انسان کے ہر قسم کے مسائل کامل موجود ہیں - غرضیکہ اسی قرآن کریم پر ہی عمل پیرا ہوکر ہم ترقی و تمدن کی اس بلند چوٹی تک پہنچ سکتے ہیں - جس کا انسان تصوّر بھی نہیں کرسکتا - قرآن کے بحرِ عمیق کی تہ میں وہ تمام نعمتیں موجود ہیں - جن کی ایک انسان تمنّا کرسکتا ہے - اور اس میں سب کچھ نہاں ہے جس کے حصول کے لئے مہذب قومیں ہمیشہ سرگرداں رہی اور رہتی ہیں -

قرآن ایک فطری اور روحانی کتاب ہے - جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ مخالفین اسلام چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کی روشن قندیل کو گُل کر دیں لیکن اللہ اس اپنی نورانی مشعل کو گل ہونے نہ دے گا - اگرچہ دشمنانِ اسلام اس کو ہر چند ناپسند کرتے ہیں - کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

یہ حقیقت ہے کہ رسول کریم قرآن ہی کی تعلیم سے انسانیت کو وحشت اور بربریت سے نکال کر ایک اعلیٰ مقام پر لے گئے - وہ عرب جو اپنی جہالت کی وجہ سے تمام دُنیا میں بدنام تھے - ذلت کی مہیب تاریکی ان کا گہوارہ تھی عرب سے نکل کر مشرقِ وسطیٰ - ایشیا - افریقہ - حتّٰی کہ یورپ تک ایک قلیل مدت میں پھیل گئے - اور ان اندھی اور بہری اقوام کو قرآنی علوم سے متعارف کرایا - تہذیب و تمدن کا سبق سکھایا - اور اور مختلف ایجادات سے ان کو روشناس کرایا - یہ بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ یورپ یا مغربی اقوام کی موجودہ ترقی بیداری اور اُن کی تمام نئی نئی ایجادات صرف قرآن کریم اور دینِ اسلام ہی کی مرہونِ منت ہیں -

مغربی اقوام آج اپنی ترقی پر پھولے نہیں سماتیں - اور چھوٹی اور کمزور اقوام کے حقوق کو سلب کرکے ان کو تباہ و برباد کرنے کی دھمکیاں دیتی رہتی ہیں - لیکن درحقیقت صلیبی جنگوں سے قبل یہی لوگ گمراہ کن تاریکی میں بھٹک رہے تھے - اور تہذیب و تمدّن کے نام تک سے ناآشنا تھے - عربوں سے میل ملاپ کے بعد ان کے دل و دماغ اور تمدّن اسلامی روشنی سے منوّر ہوگئے - اور ایجادات کی نئی دُنیا اُن پر ظاہر ہوگئی -

اسلام درحقیقت تہذیب و تمدن کی رُوح ہے - جس نے مغرب کو پستی سے نکال کر ایک ایسے بلند مقام تک پہنچا دیا ہے - جسے دیکھ کر آج ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی - اس سے بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور قرآن کریم کی تعلیم ہی نے مغرب کو یہ عروج عطا کیا ہے - اور اگر وہ اس سے فائدہ نہ اُٹھاتے تو یہ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ آج بھی اسی طرح جہالت کی بھیانک تاریکی میں بھٹکتے دیکھے جاسکتے تھے - مطالعہ تاریخ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جب اسلامی تمدن اپنے پُورے عروج پر تھا - ساری دُنیا میں اسلام کی عظمت کا پرچم لہرا رہا تھا - اس وقت اہل مغرب نے قرونِ وسطیٰ کی اسلامی درسگاہوں میں مختلف علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی اور واپس جاکر اپنی اقوام کو اس علم سے فیضیاب کیا -

جوں جوں زمانہ علم کی روشنی سے روشناس ہوتا گیا - قرآن کی صداقت اور حقیقت عیاں ہوتی گئی - اور ان آیاتِ قرآنی اور احکاماتِ خداوندی سے پردہ اُٹھتا گیا - جو اسلام اور نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ ہے - اور آخرت تک باقی رہنے والا ہے بلکہ

باقی صفحہ ۱۸ پر

معاشی بدحالی کا علاج

(از جناب نصیر علی صاحب طارق جھنگ صدر)

مُلکی اور غیر ملکی ECNOMISTS ماہر معاشیات ملک کی معاشی بد حالی کا سبب زمین کا زرخیز نہ ہونا - کھاد کی کمی - کسانوں کا آرام طلب ہونا - نہروں کا بافراط نہ ہونا اور کاشتکاری کے جدید آلات کے فقدان کو تصوّر کرتے ہیں - اس کے علاوہ مالتّس تو بڑھتی ہوئی آبادی ہی کے خلاف ہے - وہ کہتا ہے "By Nature, Human food increases in a slow arithmatic ratio, Man himself increases in a quick geometrical - ratio Unless Want and Vice stop him" "The increase in numbers is necessarily limited by means of subsistance -" "Population invaribly increases when the means of subsistance increase, unless prevented by powerful and obvious Checks"

مالتھس کا نظریہ ہے کہ اگر آبادی کے جلد جلد بڑھنے کا تدارک نہ کیا گیا تو قدرت خود انسان سے اپنا انتقام لیتی ہے - اس لئے وہ اپنے مُلک کے لوگوں کو آبادی کو کم کرنے کا مشورہ دیتا ہے - لیکن وہ لادینی کی وجہ سے خُدا کو بھول کر مادّیت میں پھنس کر پریشان ہو گیا - اللہ تعالےٰ کا فیصلہ ان سب سے مختلف ہے - وہ فیصلہ ملاحظہ ہو -

(وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ الآیہ

سورہ طٰہٰ رکوع ۸ پارہ ۱۶

ترجمہ - اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ - ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے - ہم تجھے روزی دیتے ہیں -

دوسری جگہ فرماتے ہیں -

(اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝) سورہ الزمر رکوع ۵ پارہ ۲۴

ترجمہ - اور کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کرتا ہے بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں -

عبد اللہ بن سلام رضؓ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے گھر والوں پر جب کوئی مصیبت آتی تھی اس وقت مندرجہ بالا آیت تلاوت کیا کرتے تھے -

ہم نہریں کھود کر - کھیتوں میں کھاد ڈال کر ٹریکٹر استعمال کرکے اپنی زمین کی پیداوار بڑھا سکتے ہیں - لیکن برکت سوائے خدا کے کون ڈال سکتا ہے - گھر میں اناج کا ڈھیر لگا ہوگا - لیکن اطمینانِ قلب نصیب نہ ہوگا - رُوح کی اصل غذا خُدا کی یاد ہے اگر روح کو اس کی غذا میسّر نہ آئی تو وہ سکون پذیر نہ ہوگی - اناج میں برکت نہ ہونے کی وجہ سے بُھوک بڑھے گی - اور بے اطمینانی رہے گی کاش کہ ہم ٹریکٹر کے ساتھ ساتھ نماز کو بھی قائم رکھیں -

اے مُسلمان یاد رکھ مادیت میں اُلجھ کر خدا کو نہ بُھول کہ ہماری تباہی اسی میں ہے - خدا پر بھی بھروسہ کر صرف نئے سائنس کے آلات پر اکتفا نہ کر ؎

بُتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نامیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

ہم نے خُدا کے آخری پیغام کو غلاف بنا کر طاق کی زینت بنا دیا - اور اس کے احکام سے غفلت برت رہے ہیں - خدا کو بُھلانا اس بات کا پیش خیمہ ہے کہ وہ ہم کو بُھلا دیگا - اور جب وہ ہمیں بھول جائے گا تو اس کی رحمتیں برکتیں بھی ادھر کا رُخ کرنا بھول جائینگی - اے مسلمان یاد رکھ اگر دل یادِ الٰہی میں محو رہا تو دُنیا کی کوئی اشتہا تجھے ستا نہ سکے گی - جتنا کمائے گا اللہ اس میں برکت بخشے گا - ہزاروں روپے کمائے لیکن خدا خوش نہیں تو قسم ہے اُس بزرگ ترین ذات کی جس کے ہاتھ میں ہم سب کی جان ہے - اطمینانِ قلب نصیب نہ ہوگا -

پاکستان میں جو لوگ اناج کی کمی بتاتے ہیں وہ غلطی پر ہیں - ہمارے ملک میں غلّہ کثرت سے ہوتا ہے - لیکن یہاں کے باشندوں نے قرآن کو بُھلا دیا - بڑے بڑے زمینداروں نے غلہ اندوزی اور سرمایہ داروں نے بینکوں میں روپیہ جمع کرنا شروع کر دیا ہے - غریبوں کا خون چوسنے تک سے دریغ نہیں کیا جاتا - یتیموں کا مال کھانا شعار بنایا ہُوا ہے - اگر ہم کتاب و سنّت پر عمل پیرا ہو جائیں تو خیرات و زکوٰۃ کے دروازے کُھل جائیں - پھر ڈھونڈے سے بھی کوئی غریب نہ ملیگا

ہمارے مُلک میں کتنے ایسے لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے بندوں کا حق ادا کر رہے ہیں - ہر طرف بے دینی اور بے حیائی کا دور دورہ ہے - انگریز اب تک ہمارے دل و دماغ پر حکومت کر رہا ہے - اس بے ایمان کی تقلید ہی ہمیں تباہی و بربادی کی طرف لے جا رہی ہے - عریانی عروج پر ہے - سینما میں اخلاق سوز تصاویر دکھائی جا رہی ہیں - تھئیٹر عام مشغلہ ہے - شراب رگ رگ میں سما چکی ہے - ناچ گھر دن بدن ترقی پذیر ہیں - لیکن پوچھنے والا کوئی نہیں رہا - یاد رکھو - خُدا کا عذاب ہم پر مسلّط ہو چکا ہے - اور ہر نئی شکل میں نمودار ہو رہا ہے - اگر ہم نے اپنے رویّے کو نہ بدلا تو خُدا کا عذاب اور شدید ہوتا جائے گا - مسلمانو! اب بھی سنبھل جاؤ - ورنہ سوائے پچھتانے کے اور کچھ نہ کر سکوگے -

ہم صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر ہی چل کر ہر مصیبت سے چھٹکارا پا سکتے ہیں - اور اللہ تعالےٰ کی رحمت کے امیدوار ہو سکتے ہیں ؎

کی محمّدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اقبالؔ

خدا اس کے تحمل پر کرے [illegible] گرفت اس کی
[illegible] سخت انتقام اس کا

حُسنِ طلب

(از جناب ماسٹر لال دین صاحب اخگر)

غیّور مُسلمان کو غیّور بنا دے
اسلاف کی غیرت کا اسے جام پلا دے

آئین محبت میں ہے کیوں پردہ نشینی
اک بار مرے طور کو جلوؤں سے جلا دے

قرآن کی برکت سے تھا اسلام کا چرچا
پھر اُمّتِ مرحومہ کو قرآن سکھا دے

سوئے ہیں ترے گھر کے نگہبان خُدایا
آوازِ سرافیلؑ سے کچھ پہلے جگا دے

جو آگ تھی اصحابؓ رسولؐ اللہ کے دل میں
پھر سینۂ مُسلم میں وُہی آگ لگا دے

ہر دَور کے ابرہہ نے کہا اپنی سپاہ سے
تعمیرِ خلیلؑ اللہ کی بُنیاد ہلا دے

کالعدم ہے اس دَور میں فاروقی بصیرت
درویشی و شاہی کے جو آداب سکھا دے

پھر تیرے براہیمؑ پہ ہے شعلوں کی یلغار
اس آتشِ نمرود کو یزداں سے بجھا دے

جنّت کی تمنّا ہے نہ دوزخ سے ہوں خائف
ڈرتا ہُوں کہیں در سے نہ تُو اپنے اُٹھا دے

اے اخگرِ وارفتہ یہ جنّت کا نشاں ہے
تُو راہِ مدینہ میں دل و جان لُٹا دے



"تادِیبُ المُصِیبَتُ"

(از جناب ابو عبد الرحمٰن صاحب (لودھیانوی) بی اے۔ بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج۔ شیخوپورہ)

(مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ط پ ع

ترجمہ۔ جو پہنچے تجھ کو کوئی بھلائی، سو اللہ کی طرف سے ہے اور جو تجھ کو برائی پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ بھلائی اللہ کی طرف سے ہے۔ یعنی نیکی کی توفیق اسی کی طرف سے ملتی ہے۔ بندہ کو چاہیئے کہ نیکی اور بھلائی کو حق تعالیٰ کا فضل اور احسان سمجھے اور سختی و برائی کو اپنے اعمال کی شامت جانے۔

دُنیا میں ایسا تو کوئی انسان نہیں جس کو کوئی حادثہ پیش نہ آئے۔ اور کوئی بات اس کی مرضی کے خلاف نہ ہو انسان تحت القدرۃ ہے مستقل نہیں ہے۔ اگرچہ ہر امر میں انسان کی ایک مستقل تجویز بھی ضرور ہوتی ہے۔ جسے اس کا ذہن اختراع کر لیتا ہے مگر دیکھا یہ جاتا ہے کہ ہر امر اس کی خواہش کے موافق نہیں ہوتا۔

(اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى)

ترجمہ۔ انسان کو اس کی ہر تمنّا نہیں ملتی۔

مصیبت کی حقیقت

تمنّائیں انسان کی بہت کچھ ہوتی ہیں مگر ملتی کم ہیں بلکہ جو کچھ خدا تعالےٰ چاہتا ہے وُہی ہوتا ہے اور وُہی انسان کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

خلاف تمنّا کو مصیبت کہتے ہیں۔ ورنہ اگر مصلحت اور حکمت پر نظر ہو تو کوئی مصیبت مصیبت نہیں بلکہ ہر مصیبت نعمت ہے مگر اس سے مراد "مصیبت غیر اختیاریہ" ہے گناہ انسان اپنے اختیار سے کرتا ہے سو اس میں کوئی حکمت نہیں ہوتی۔ کوئی فعل شر کا خدا تعالےٰ سے صادر نہیں ہوتا۔ فعل شر وہی ہوتا ہے جو بندہ اپنے اختیار سے خلاف رضائے حق کرتا ہے۔ ؎

در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست
در صراطِ مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

انسان کو جو پیش آئے سب کو خیر سمجھے خواہ وہ بیماری ہو یا دشمن کا اپنے اوپر غالب آنا ہو یا فقر و فاقہ ہو یا کوئی اور مصیبت ہو۔ غرض سب میں بہتری ہے۔ مگر یہ بہتری ایسی ہے جیسی کہ دوا کی بہتری، کہ شفیق ماں باپ تو جانتے ہیں کہ حلق سے اترتے ہی تریاق کا کام دیگی۔ لیکن بچہ نہیں سمجھتا۔ بلکہ ماں باپ کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ کہ انہوں نے ایسی دوا پلا دی

(مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ط پ ۲۷ ع ۱۹

مُلک میں جو آفت آئے (مثلاً قحط، زلزلہ وغیرہ) اور خود تم کو جو مصیبت لاحق ہو (مثلاً مرض وغیرہ) وہ سب اللہ کے علم میں قدیم سے طے شدہ ہے اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اسی کے موافق دُنیا میں ظہور ہو کر رہیگا ایک ذرّہ بھر کم و بیش یا پس و پیش نہیں ہو سکتا۔

جو بھلائی تمہارے لئے مقدّر ہے ضرور پہنچ کر رہے گی۔ اور جو مقدّر نہیں وہ کبھی ہاتھ نہیں آسکتی۔ جو کچھ اللہ تعالےٰ کے علم قدیم میں ٹھیر چکا ہے ویسا ہی ہو کر رہے گا۔ لہٰذا جو فائدہ کی چیز ہاتھ نہ لگے اس پر غمگین و مضطرب ہو کر پریشان نہ ہو اور جو قسمت سے ہاتھ لگ جائے۔ اس پر شیخی اور فخر نہیں چاہیئے۔ بلکہ مصیبت و ناکامی کے وقت صبر و تسلیم اور راحت و کامیابی کے وقت شکر و تحمید سے کام لو دُنیا کے سامانِ عیش و طرب میں پڑ کر آدمی کو آخرت سے غافل نہ ہونا چاہیئے اور دُنیا کے مصائب میں گھر کر حدِ اعتدال سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے۔

(مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط
پ ۲۸ ع ۱۶

دُنیا میں کوئی مصیبت اور سختی اللہ کی مشیّت و ارادہ کے بدون نہیں پہنچتی۔ مومن کو جب اس بات کا یقین ہے تو اس پر غمگین اور بد دل ہونے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ بہر صورت مالکِ حقیقی کے فیصلہ پر راضی رہنا چاہیئے اور یوں کہنا چاہیئے۔ ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اس طرح اللہ تعالےٰ مومن کے دل کو صبر و تسلیم کی راہ بتلا دیتا ہے۔ جس کے بعد عرفان و ایقان کی عجیب و غریب راہیں کھلتی ہیں اور باطنی ترقیات اور قلبی کیفیات کا دروازہ کھل جاتا ہے جو تکلیف و مصیبت اس نے بھیجی عین علم و حکمت سے بھیجی اور وُہی حالت ہے کہ کون تم میں سے واقعی صبر و استقامت اور تسلیم و رضا کی راہ چلا۔ اور کس کا دل کن احوال و کیفیات کا مورد بننے کے قابل ہے۔

مُصیبت کے فوائد

مُصیبت میں یہ خاصیت ہے کہ اخلاق درست ہو جاتے ہیں۔ انسان خُدا کو یاد کرنے لگتا ہے۔ توبہ نصیب ہو جاتی ہے، تنبّہ ہوتا ہے۔ کہ فلاں امر کی وجہ سے یہ ہُوا۔ کوئی شخص بھی مصیبت سے خالی نہیں ہے۔ ؎

دین و دنیا کسے بے غم نباشد
اگر باشد بنی آدم نباشد

کوئی مال کی طرف سے پریشان ہے، کوئی صحت کی طرف سے پریشان ہے، کوئی اولاد کی طرف سے پریشان ہے، غرض ہر شخص کو کوئی نہ کوئی مصیبت لاحق ہے۔ اگرچہ ہر ایک پر اثر الگ الگ ہوتا ہے۔

بڑا ظالم وہ شخص ہے کہ اس پر کوئی مصیبت آئے اور وہ اس پر متنبّہ نہ ہو بلکہ کہنا چاہیئے کہ وہ انسان ہی نہیں ہے تو جو انسان ہو گا وہ ضرور متاثر ہو گا۔ یہ تاثر بہت بڑی نعمت ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالےٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ اور ابو سعیدؓ کہتے ہیں۔ رسولِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جس شخص کو مصیبت اور تکلیف

پہنچتی ہے یا حزن و ملال اذیتِ غم پہنچاتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے عوض میں اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یعنی بیماری وغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مسلمان پر مصیبت یا بیماری آتی ہے تو اس کی وجہ سے خدا اس کے گناہ ایسے معاف کر دیتا ہے جیسے درختوں سے پتّے جھڑتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ بخار کے ذریعہ سے گناہ ایسے صاف ہوتے ہیں جیسے بھٹّی میں لوہا صاف ہو جاتا ہے۔

حضرت سعدؓ کہتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ زیادہ تکلیف والے کون لوگ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا انبیاءؑ پھر وہ لوگ جو ان کی مانند ہیں، انسان کا ابتلا اس کے دین کے مطابق ہوتا ہے اگر وہ شخص اپنے دین میں نہایت سخت ہے اس پر مصیبت بھی بہت سخت نازل ہوگی۔ اور جو شخص دین میں کمزور ہے اس کی مصیبت بھی آسان ہوگی۔ الغرض انسان مصیبت میں ایسا صاف ہو جاتا ہے گویا اُس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔ (از مشکوٰۃ کتاب الجنائز)

مُصیبت کا سبب گناہ ہے

(وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۝) پ ۲۵ ع ۵

ترجمہ۔ اور جو پڑے تم پر کوئی سختی سو وہ بدلا ہے اُس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور وہ معاف کرتا ہے بہت سے گناہ۔

جیسی نعمتیں ایک خاص اندازہ اور خاص اوقات و احوال کی رعایت سے دی جاتی ہیں۔ مصائب کا نزول بھی خاص اسباب و ضوابط کے ماتحت ہوتا ہے۔ مثلاً بندوں کو جو کوئی سختی اور مصیبت پیش آئے اس کا سبب قریب یا بعید بندوں ہی کے بعض اعمال و افعال ہوتے ہیں۔ ٹھیک اُسی طرح جیسے ایک آدمی غذا وغیرہ میں احتیاط نہ کرنے سے خود بیمار پڑ جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات ہلاک ہو جاتا ہے یا بعض اوقات والدہ کی بدپرہیزی بچّہ کو مبتلائے مصیبت کر دیتی ہے یا کبھی کبھی محلہ یا شہر والوں کی بے تدبیری اور حماقت سے پُورے محلہ اور شہر کو نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ یہی حال رُوحانی اور باطنی بدپرہیزی اور بے تدبیری کا سمجھ لو۔ گویا دُنیا کی ہر مصیبت بندوں کے بعض اعمال ماضیہ کا نتیجہ ہے اور مستقبل میں اُن کے لئے تنبیہ اور امتحان کا موقعہ بہم پہنچاتی ہے۔ اور یہ اس پر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت بندوں کے بہت گناہوں سے درگزر کرتی ہے۔ اگر ہر ایک جُرم پر گرفت ہوتی تو زمین پر کوئی متنفّس بھی باقی نہ رہتا۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں۔ "یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک مگر نبی اس میں داخل نہیں اور چھوٹے بچّے بھی شامل نہیں ان کے واسطے اور کچھ ہوگا۔ اور سختی دُنیا کی بھی آگئی۔ اور قبر کی اور آخرت کی۔"

حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں۔ کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بندہ کو جو کچھ مصیبت یا تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے گناہ کی وجہ سے ہُوا کرتی ہے۔ مگر اس کے گناہ جو اس تکلیف کی وجہ سے دُور کئے جاتے ہیں۔ ان کی معافی زیادہ ہوتی ہے۔

گناہ میں مصیبت اس لئے آتی ہے کہ اس سے خدا تعالےٰ ناراض ہیں۔ اور یہ بات سب گناہوں کو عام ہے۔ اگرچہ وہ کسی قسم کا گناہ ہو۔ تو جب خدا تعالےٰ ناراض ہوئے اور ہر معاملہ ان کے قبضہ میں ہے تو ممکن ہے کہ پھر کسی مصیبت میں مبتلا کر دے۔ اللہ تعالےٰ کو جب منظور ہُوا تو نمرود کو ایک مچھّر نے پریشان کر دیا۔ غرض حقیقی مصیبت گناہ ہی سے آتی ہے۔ سو چونکہ ہم میں کوئی ایسا نہیں جس پر مصیبت نہ آتی ہو اور کوئی ایسا نہیں جس کی حالت مصیبت کی نہ ہو۔

خلاصہ بیان

خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی مصیبت آلے فوراً توبہ کرنی چاہیئے اور اسی توبہ پر قائم رہنا چاہیئے۔ ؎

غم چو بینی زود استغفار کُن
غم بأمرِ خالق آمد کار کُن

یعنی خدا تعالےٰ کو راضی کرو۔ یہاں تک کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر حکّام کی جانب سے کوئی بات خلافِ مرضی پیش آئے تو حکّام کو بُرا بھلا مت کہو بلکہ خدا کو راضی کرو۔ وہ حکّام کے قلوب کو بھی نرم کر دیں گے۔ دیکھئے کتنی پاکیزہ تعلیم ہے۔ یعنی ان کے دل تو میرے قبضہ میں ہیں جب میں تمہارے اعمال بُرے دیکھتا ہوں تو اُن کے دل سخت کر دیتا ہوں۔ کسی کا قول ہے "عمّالُکُمْ اَعْمَالُکُمْ" اور کسی نے کہا ہے۔ ع

"شامتِ اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت"

یعنی نادر شاہ کی صورت میں ہمارے اعمالِ بد ہم کو ستا رہے ہیں + تو جب حاکم کی طرف سے سختی دیکھو اللہ تعالےٰ کو راضی کرو۔ وہ اُن کے قلوب کو نرم کر دے گا۔ پھر وہ تمہارے ساتھ نرمی برتیں گے۔ کیونکہ یہ ظاہری کارخانہ باطنی کارخانہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ اوّل حکم وہاں سرزد ہوتا ہے۔ پھر اُسی کے موافق یہاں ہوتا ہے۔

ہاں بزرگوں سے دُعا کراؤ وہ بھی صرف اُن بزرگوں سے جو انبیاء علیہم السلام کے مشابہ ہوں کہ وہ دُعا بھی کرتے ہیں۔ اور تعلیم و اصلاح بھی کریں گے کیونکہ وہ طبیب بھی ہیں۔ اور دُعا کرانے کے ساتھ اپنے اعمال کی بھی درستی کرو۔ گناہوں سے توبہ کرو کیونکہ بدوں درستیٔ اعمال کے محض اُن کی دُعا سے کچھ معتدبہ نفع نہ ہوگا۔ اور نہ اُن کی سفارش کچھ کام آئیگی۔

اللہ تعالےٰ ایمانداروں کو فرماتا ہے کہ تمہارا علی العموم تھوڑی تھوڑی تکلیف اور مصیبت میں وقتاً فوقتاً امتحان لیا جائے گا۔ اور تمہارے صبر کو دیکھا جائے گا۔ صابرین میں داخل ہونا کچھ سہل نہیں۔ جن لوگوں نے ان مصائب پر صبر کیا اور کفرانِ نعمت نہ کیا۔ بلکہ ان مصائب کو وسیلۂ ذکر و شکر بنایا تو ان کو اے پیغمبرؐ ہماری طرف سے بشارت سُنا دو۔

(وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝)
پ ۲ رکوع ۳

ترجمہ۔ اور خوشخبری دے اُن صبر کرنے والوں کو۔ کہ جب پہنچے اُن کو کوئی مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

حق تعالیٰ شانہٗ توکل کرنیوالوں کو بہت ہی محبوب رکھتے ہیں

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

(وَالْعَصْرِ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۵ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۝)

قسم ہے زمانہ کی (کہ جس کے تغیرات موجب عبرت ہیں۔ کہیں رنج۔ کہیں خوشی کہیں ثروت۔ کہیں غربت۔ کہیں صحت۔ کہیں بیماری) کہ انسان (اپنی عزیز عمر کو ضائع کرکے) بڑے خسارے میں ہے۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق (بات کہنے کی اور حق پر قائم رہنے) کی وصیّت (اور تاکید) کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیّت کرتے رہے (جس میں طاعات پر اہتمام بھی داخل ہے۔ اور شہوتوں اور ناجائز امور سے نفس کو روکنا بھی داخل ہے۔ اور مصائب اور زمانہ کے حوادث پر صبر کرنا بھی داخل ہے)

یہ آیات اشارہ کے طور پر ذکر کی گئی ہیں۔ ہر آیت شریفہ پر اگر فائدہ اور تنبیہ لکھی جائے تو بہت طول ہو جائے۔ مشترک طریقہ سے یہ مضمون سب ہی میں مشترک ہے۔ کہ یہ دُنیا امتحان کی جگہ ہے۔ جس کی نہ دولت۔ عزّت باعثِ غرور و افتخار نہ فقر و فاقہ باعثِ اہانت اور حقارت ہے۔ مال کا وجود بھی موجبِ شکر ہونے کے ساتھ امتحان کا ایک مضمون ہے جیساکہ فقر و فاقہ بھی موجبِ صبر ہونے کے علاوہ رضا کا امتحان ہے اور مال کا وجود امتحان کے اعتبار سے زیادہ سخت ہے۔ اس لئے کہ اس امتحان میں آدمی بہت کم پاس ہوتے ہیں۔ فیل زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے تمہارے اُوپر فقر و فاقہ کا اتنا خوف نہیں جتنا اس بات کا خوف ہے کہ دُنیا کی فتوحات اور اُس کی نعمتیں تم پر پھیل جائیں اور تم اس میں ایسا دل لگا بیٹھو۔ جیساکہ پہلے لوگ اُس کے ساتھ دل لگا بیٹھے۔ پس یہ آفت تمہیں بھی ہلاک کر دے جیساکہ ان کو ہلاک کر چکی ہے۔ اس لئے اس کے فتنے سے بہت زیادہ بچنا چاہیئے اور ناداری اور مصائب کو بھی امتحان کی حیثیت سے برداشت کرنا چاہیئے۔

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ..... وَرِزْقٌ کَرِیْمٌ۝)
(الانفال ع ۱)

اس کے سوا دوسری بات ہی نہیں کہ ایمان والے تو ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے (تو اس کی عظمت اور خوف سے) ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سُنائی جائیں۔ تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو مضبوط کر دیں۔ اور وہ صرف اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔ اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس ایمان والے حقیقۃً یہی لوگ ہیں۔ ان کے لئے بڑے بڑے درجے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور (ان کے لئے گناہوں سے) معافی ہے اور عزّت کی روزی ہے

یہ آیت شریفہ پہلے گزر چکی ہے۔ یہاں اس لئے دوبارہ لکھی ہے کہ حقیقی مومن کی شان صرف اللہ جل شانہٗ پر توکل کرنا۔ اُسی پر اعتماد کرنا۔ . . . . . . اُسی پر بھروسہ کرنا۔ اس کے غیر کی طرف التفات نہ کرنا۔ اس آیت شریفہ میں وارد ہے۔ اور اس پر درجات کا بلند ہونا۔ گناہوں کا معاف ہونا اور عزت کی روزی کا وعدہ مذکور ہے۔ ان میں سے ہر چیز ایسی ہے کہ وہ تنہا بھی توکل پر انتہائی کوشش کا موجب ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ تین ایسے اُونچے وعدے اس پر اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے ہوں۔ اس کے بعد جتنی بھی اس صفت کے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے کم ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ پر توکّل کا مطلب یہ ہے کہ اُس کے غیر سے کوئی اُمید نہ رکھی جائے۔

حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ پر توکّل ایمان کا مجموعہ ہے (درمنثور) اگر قرآن پاک میں صرف ایک ہی آیت اللہ پر اعتماد اور بھروسہ کے متعلق نازل ہوتی تب بھی بہت کافی تھی۔ لیکن قرآن پاک میں اس کثرت سے اللہ پر اعتماد اور صرف اُسی پاک ذات پر اعتماد کرنا اور مصائب اور حاجات میں صرف اُسی کو پکارنا اور اُسی سے مدد چاہنا۔ اسی پر نظر رکھنا وارد ہُوا ہے۔ کہ بہت کم دوسرے مضامین اتنی کثرت سے وارد ہوئے ہوں گے۔ بار بار اسی کا حکم ہے اور نیک اور پسندیدہ لوگوں کے احوال میں اسی کا ذکر ہے۔ اسی کی ترغیب ہے۔ اور ہونا بھی چاہیئے۔ کہ حقیقت میں توکل توحید کا ثمرہ ہے۔ جو شخص توحید میں جتنا زیادہ پختہ ہوگا۔ اتنا ہی اس کا توکل بڑھا ہُوا ہوگا۔ اور چونکہ توحید ہی اسلام کی بنیاد ہے۔ ایمان کی جڑ ہے۔ بغیر توحید کے کوئی چیز بھی معتبر نہیں۔ سارے مذہب اور ساری شریعت کا مدار توحید ہی پر ہے۔ اس لئے جتنا بھی اس کا اہتمام وارد ہو ظاہر ہے۔ اور پھر حق تعالٰے شانہٗ نے قرآن پاک میں اتنا اُونچا پروانہ رضا توکل پر ارشاد فرمایا ہے کہ مر مٹنے کے قابل ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالٰے توکّل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ صفت محبوبیت کے برابر کوئی صفت دُنیا میں ہوسکتی ہے؟ کوئی شخص مالک الملک شہنشاہِ عالم کا محبوب بن جائے اس سے بڑھ کر کونسا عزّت و افتخار دُنیا یا آخرت میں ہوسکتا ہے۔ پھر اسکی ذمہ داری کا بھی اللہ پاک کا وعدہ ہے۔ کہ جو شخص اللہ پر توکل کرلے تو وہ اس کو کافی ہے۔ بھلا پھر ایسے شخص کی کسی ضرورت کے لئے کسی اور کی کیا حاجت باقی رہے گی۔ اسی لئے حضورؐ کا پاک ارشاد ہے کہ اگر تم لوگ اللہ پر توکل کرلو۔ جیساکہ اُس کا حق ہے تو تم کو ایسی طرح روزی عطا کرے جیساکہ پرندوں کو عطا کرتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف بالکلیۃً منقطع ہوجائے تو حق تعالٰے شانہٗ اس کی ہر مشقت کی کفایت فرماتا ہے اور ایسی طرح اس کو روزی عطا کرتا ہے جس کا اس کو گمان بھی نہ ہو۔ (احیاء العلوم)

اس جگہ بھی چند آیات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ جن سے اللہ پر توکل اور اسی کی طرف حاجات میں رجوع

باقی صفحہ ۱۰ پر

بقیہ تادیب المصیبت صفحہ ۱۶ سے آگے

بندوں کو جو کچھ تکلیفیں دُنیا میں پہنچتی ہیں - یہ اُن کے اعمال بد کا ثمرہ ہے - اور وہ بھی بعض اعمالِ بد کی وجہ سے ورنہ بہت سے تو وہ معاف فرما دیتا ہے - نیکوں پر جو دُنیا میں مصائب آتے ہیں - وہ اس سے مستثنےٰ ہیں - وہ صرف ان کی آزمائش یا رفع درجات کے لئے ہوتے ہیں - دُنیا کی بھٹی میں یہ اُن کے جوہرِ نورانی چمکانے کے لئے تاؤ دیئے جاتے ہیں - ہاں انسان کے اعمالِ بد بھی مصائب بن کر اس کے متنبّہ کرنے کو اس پر گرتے ہیں اور بلاؤں کے تازیانوں سے ادب و اصلاح سکھائی جاتی ہے - افسوس اس پر بھی غافل انسان کروٹ تک نہیں بدلتا -

جس طرح کفر کی وجہ سے آخرت کی فلاح ناممکن ہے اسی طرح مصیبت میں یا ازواج و اولاد و اموال وغیرہ کی نعمت میں مشغول ہو کر خدا کے احکام میں کوتاہی کرنا بھی آخرت کی فلاح سے مانع ہے پس مصیبت میں تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ کوئی مصیبت بغیر خدا کے حکم کے نہیں آتی اور یہ سمجھ کر صبر و رضا اختیار کرنا چاہیئے خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر امر میں جس میں مصائب بھی داخل ہیں - اللہ کا کہنا مانو اور رسول ؐ کا کہنا مانو - اور اگر تم اطاعت سے اعراض کروگے تو یاد رکھو ہمارے رسول ؐ کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے - جس کو وہ باحسن وجوہ کرچکے - پس ان کا تو کوئی ضرر نہیں تمہارا ہی ضرر ہوگا - اور تم لوگوں کو بالخصوص اہل مصیبت کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بننے کے قابل نہیں پس اسی کو معبود سمجھنا چاہیئے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر مصائب وغیرہ میں توکل رکھنا چاہیئے - انسان مصیبت کے وقت خدا کو یاد کرتا ہے اور آرام کے وقت بھول جاتا ہے -

"اور جب پہنچے انسان کو تکلیف پکارے ہم کو پڑا ہوا یا بیٹھا یا کھڑا - پھر جب ہم کھول دیں اُس سے وہ تکلیف - چلا جائے گویا کبھی پکارا نہیں تھا ہم کو کسی تکلیف پہنچنے پر، اسی اسی طرح پسند آیا ہے بے باک لوگوں کو جو کچھ کر رہے ہیں -"

پارہ ۱۱ رکوع ۷

یعنی انسان اوّل بے باکی سے خود عذاب طلب کرتا اور برائی اپنی زبان سے مانگتا ہے - مگر کمزور اور بودا اتنا ہے - کہ جہاں ذرا تکلیف پہنچی گھبرا کر ہمیں پکارنا شروع کردیا - جب تک مصیبت رہی کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حالت میں خُدا کو پکارتا رہا پھر جہاں تکلیف ہٹالی گئی سب کہا سُنا بھول گیا - گویا خدا سے کبھی واسطہ نہ تھا - وُہی غرور و غفلت کا نشہ، وُہی اکڑفوں رہ گئی جس میں مُبتلا تھا - حدیث میں ہے کہ تُو خُدا کو اپنے عیش و آرام میں یاد رکھ خدا تجھ کو تیری سختی اور مصیبت میں یاد رکھے گا - مومن کی شان یہ ہے کہ کسی وقت خدا کو نہ بھولے -

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۱۱ سے آگے

کرتا رہتا ہے - کہ اے اللہ میرے والدین کو مجھے ملا - اللہ تعالےٰ اس کی دُعائیں قبول کرکے ہمارے جانے کا سامان بنا دیتا ہے - اس کی والدہ کی خدمت کے لئے کسی کے ساتھ جانے کی ضرورت تھی - اس لئے مولوی انور بھی جا رہا ہے - میں تو چاہتا تھا کہ مولوی انور یہاں رہے تاکہ وہ درس دیتا رہے - لیکن اس کی والدہ نے اسکو تیار کر لیا - اس لئے مَیں خاموش ہوگیا - میرے بعد مولوی حمید اللہ درس دے گا - جمعہ پڑھائیگا - اور ذکر بھی کرائے گا - وہ عالم ہے - اور دو سال سے اسکول اور کالج کے لڑکوں کو درس قرآن مجید دے رہا ہے - مَیں چاہتا ہوں کہ درس اور ذکر میری غیر حاضری میں بھی ہوتے رہیں - باہر والوں کو تو مَیں مجبور نہیں کرتا - البتہ لاہور والوں سے ضرور عرض کروں گا کہ وہ دونوں میں باقاعدہ آیا کریں - اگر ہری کین نہ ہو تو ٹمٹماتا دیا ہی سہی - مولوی حمید اللہ کو ٹمٹماتا دیا ہی تصوّر کرلیں - کچھ تو روشنی دے گا ہی - اگر کوئی نہ آئے گا وہ تو تسبیح لے کر ذکر میں بیٹھ جائے گا - پھر الزام آپ پر ہی آئے گا -

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین -

بقیہ قرآن اور دھرم

صفحہ ۱۲ سے آگے

چند سال بعد جو وقت آئے گا - وہ فی زمانہ سے کافی ترقی یافتہ ہوگا اور قرآن سے ایسی ایسی حقیقتوں کا انکشاف ہوگا - جن کا آج کا ایک عام انسان تصوّر بھی نہیں کرسکتا - اور انہیں دیکھ کر آئندہ کی نسلیں حیران ہو جائیں گی - لہٰذا ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ قرآنِ کریم دُنیا کے تمام علوم و فنون کا مجموعہ ہے - لیکن ہماری عقلِ نارسا کو بدقسمتی سے وہاں تک رسائی نہیں - اُستاذی موصوف فرمایا کرتے تھے - کہ سبحان اللہ کہ قرآنِ کریم کی جملہ صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جتنی مرتبہ اس کو ہم پڑھیں اتنی مرتبہ ہی اس میں ہمیں کوئی نہ کوئی ضرور نئی بات نئی چیز نیا حل ملے گا - جس سے ہماری ارواح کو حقیقی غذا مثل ایمان کو استقامت - دل کو سرور - عزائم میں پختگی - تسلیم و رضا نیز علوم متنفع حاصل ہوتی ہے -

باقی آئندہ

(بقیہ توکل کرنے والوں کو صفحہ ۷ سے آگے)

ارشاد وارد ہے - اور صرف نمونہ کے طور پر چند آیات ذکر کی جاتی ہیں - اگر ہم لوگوں کو دین کا کچھ خیال ہو - آخرت کا اہتمام ہو تو دُنیا کے بیکار مشغلوں سے ہم کو تھوڑا بہت وقت خالی مل جائے تو یہ آیات بہت اہتمام سے اور بہت غور و فکر سے سوچنے کی چیزیں ہیں -

(وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ)

سورہ آل عمران ع ۱۷

مومنوں کو صرف اللہ تعالےٰ ہی پر توکل کرنا چاہیئے - یعنی کسی دوسرے پر بھروسہ ذرا بھی نہ کرنا چاہیئے - یہ مضمون انہی الفاظ کے ساتھ قرآن پاک میں کئی جگہ وارد ہوا ہے - بار بار نازل ہوا ہے (آل عمران ع ۱۷) (مائدہ ع ۲) (توبہ ع ۷) (ابراہیم ع ۲) (تغابن ع ۱) ان سب آیات میں یہی ارشاد ہے - اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (آل عمران ع ۱۷) حق تعالےٰ شانہٗ توکّل کرنے والوں کو محبوب رکھتے ہیں - اور جس کو اللہ تعالےٰ محبوب بنالیں تو پھر اس کے عروج کا کیا ٹھکانا -

بچوں کا صفحہ

مسلم بچے کا یومیہ پروگرام

از قلم ایم۔ اے جمال کاشر موہنی روڈ۔ لاہور

عزیز نونہالو! تم میں سے اکثر بچے سکولوں اور مدرسوں میں ضرور پڑھتے ہونگے کوئی چھٹی جماعت کا طالبعلم ہوگا۔ کوئی دسویں جماعت کا طالبعلم۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ تمہارے سکول کے ہر کمرے میں ہر جماعت اپنا علیحدہ پروگرام رکھتی ہے جو کہ ہر جماعت کیلئے لازمی و ضروری ہے۔ اس یومیہ پروگرام کے بغیر کوئی سکول یا ادارہ کچھ کام نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ اس یومیہ پروگرام کے تحت پوری کی پوری تعلیم گردش کرتی ہے۔ اس لئے اب تمہیں اپنے سکول یا مدرسہ کے یومیہ پروگرام کی اہمیت کا بخوبی پتہ چل گیا ہوگا۔

اب اسی یومیہ پروگرام کی نقل کرتے ہوئے اکثر ذہین اور محنتی طالبعلم اپنے گھروں میں بھی چوبیس گھنٹوں کا یعنی یومیہ پروگرام بنا کر رکھتے ہیں اور اسی کے مطابق انہوں نے اپنے اوقات کو بھی تقسیم کر رکھا ہے اور ایسے لڑکوں کو کام کرنے میں بڑی سہولت رہتی ہے اور ان کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں جاتا۔ غرضیکہ وہ اپنے یومیہ پروگرام سے خوب کام لیتے ہیں اور صحیح معنوں میں اس کا استعمال کرتے ہیں اور اپنی درسی کتابوں کا پوری طرح مطالعہ کرتے ہیں۔ اور جماعت میں لائق ترین لڑکوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ یومیہ پروگرام نہ بنانیوالے لڑکے ایسے ذہین اور محنتی لڑکوں کے ہمیشہ احسانمند رہتے ہیں کہ یہ لڑکے ان کی درسی مشکلات کو کافی حد تک دور کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

عزیزو بڑے ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ شاذ و نادر ذہین اور محنتی طلباء میں سے کوئی ایسا طالبعلم ہوگا۔ جس کے یومیہ پروگرام میں مسلم طالب علم ہونیکی حیثیت سے کچھ دینی فرائض بھی شامل ہوں۔ تم میں سے کسی طالب علم کو شاید ہی یہ احساس بھی ہو کہ ہم مسلمان والدین کی اولاد ہیں۔ ہم ہی آج کے نونہال مسلم قوم کی حقیقی روح ہیں۔ تمام قوم ایک ڈھانچہ کی مانند ہے۔ پھر جب روح ہی بیکار ہو گئی تو ڈھانچہ کی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی۔ اب ہماری مسلم قوم کے بچوں میں اسلامی روح کا نشان بھی بہت ہی کم ملتا ہے۔ اس طریق سے ہم کس طرح یقین کر سکتے ہیں کہ موجودہ دور میں ہماری ڈوبتی ہوئی یہ کشتی اس دنیائے اسلام کی سب سے بڑی مملکت میں کنارے تک پہنچ سکیگی یا منجدھار میں ہی پھنس کر غرق ہو جائیگی۔

عزیزو! دنیاوی تعلیم حاصل کرنے سے آپ کو کوئی منع نہیں کرتا۔ لیکن سرور کائنات کا یہ فرمان کہ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ "سے بعض لوگوں نے دنیا کی تعلیم مراد لی ہے اور وہ اسی دھوکا میں مبتلا ہیں اور دنیا کی تعلیم کو فریضہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ رسول اکرمؐ نے تو دین کے علم کو ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا "تاکہ وہ اپنے دین کو اچھی طرح سمجھ کر اس پر عمل کر سکیں نہ کہ موجودہ دنیاوی تعلیم۔

عزیز و جانثارو! میں نے انشاءاللہ تمہاری زندگی کا رخ پھیرنا ہے۔ وہ رخ اسلامی رخ ہوگا نہ کہ بے دینی کا رخ۔ یعنی آئندہ تم نے اس بات کا سب سے پہلے خیال رکھنا ہوگا کہ آیا ہم اپنی طالبعلمی کی زندگی کے دوران میں اپنے خالق کے قائم کردہ فرائض سے پوری طرح سبکدوش ہو رہے ہیں۔ یا یونہی حیوانوں کے بچوں کی طرح کھیل کود کر تھوڑا سا پڑھ کر اور زیادہ کھا پی کر اپنی قیمتی زندگی کی جڑوں کو ابھی سے کھوکھلا کر رہے ہو

میں تمہاری زندگیوں میں اسلامی انقلاب کی روح پھونکنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ میں خود طالبعلم ہوں اور کسی حد تک اس ناقص ترین نظام تعلیم کی خامیوں اور ماحول کی خرابیوں سے واقف ہوں۔ آج سے تم نے بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو کر اپنے خدا اور اس کے فرستادہ رسولؐ کو راضی کرکے دکھانا ہوگا۔ وہ اس طرح کہ تم نے اپنی زندگی پر تھوڑا سا غور کرنا ہوگا اور دیکھنا ہوگا کہ وقت کا کتنا حصہ اللہ کے دین کے لئے اپنے پروگرام میں سے نکال سکتے ہیں۔ پھر تم نے اپنے پروگراموں میں پانچ وقت کی نماز کیلئے بھی جگہ رکھنی ہے۔ چونکہ نماز دین کا ستون ہے۔ اگر اس کا خیال نہ کیا تو گر جائے گا۔ اور گر گیا تو پھر سارا دین بگڑ کر نئی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ نماز کے ساتھ ساتھ تم نے صبح یا شام کے وقت تلاوت قرآن بھی کرنی ہے۔ تاکہ دل اور زبان دونوں پاک رہیں۔ پھر تمہیں اپنی درسی کتابوں کے علاوہ دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے چھوٹی چھوٹی دینی کتابوں کا مطالعہ بھی کرنا ہوگا۔ پھر اگر تم نے قرآن پاک پڑھنا نہیں سیکھا تو اس کو سیکھنے کے لئے بھی تمہیں وقت نکالنا ہوگا۔ اس کے علاوہ سکول ٹائم کے دوران میں دوسرے طالبعلموں کے ساتھ اپنے بلند و عالی اخلاق کے مظاہرے بھی کرنے ہونگے۔ والدین کے حقوق کی بجا آوری بھی کرنی ہوگی۔ تمہارے یومیہ پروگرام میں سینما دیکھنا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے سگریٹ پینے والوں کی دوستی سے کلی طور سے پرہیز کرنا ہوگا اور ان بچوں کے خلاف جو کمسنی اور طالب علمی کے زمانے میں تمباکو استعمال کرتے ہیں۔ ان کے خلاف عملی مظاہرے بھی کرنے ہونگے تاکہ تم اپنے نادان بھائیوں کو اس مہلک اور ضرررساں بدعادت سے بچپن ہی میں چھٹکارا دلا سکو۔ غرضیکہ تم نے دنیا پر یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ مسلم بچے کی روزانہ زندگی کے پروگرام میں کون کون سے اہم فرائض شامل ہیں۔ جن کو ادا کئے بغیر وہ رات کو چین کی نیند نہیں سو سکتا۔

عزیزو! اگر تم نے اپنے پروگراموں کو اسلامی پروگرام میں تبدیل نہ کیا اور وہی پہلا سا معمول رکھا تو یاد رکھو پھر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تم سے پوچھیں گے کہ تم نے طالبعلمی کے زمانے میں جبکہ تم میں نیں نے اچھے اور برے کی تمیز کرنے کا شعور اجاگر کر دیا تھا۔ کیوں نہ اپنا رویہ بدلا۔ تم اس وقت کچھ نہ کہہ سکوگے۔ مالک حقیقی کے سامنے تمہیں ذلیل و رسوا ہونا پڑے گا۔

آخر میں سب مل کر دعا کرو کہ ان تمام باتوں پر اللہ تعالیٰ ہمیں سب طالبعلموں کو عمل کرنیکی توفیق و ہمت بخشے۔ تاکہ ہم طالبعلم اپنے بیش قیمت پیارے پاکستان کو غیر مسلم قوموں کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ کرا سکیں اور اسے اپنے قدموں پر کھڑا کرنیکی کوشش میں اپنی مالی اور جانی ہر قسم کی قربانی پیش کریں۔ آخر میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے والدین کو جہنم سے بچا کر اپنے سایۂ عاطفت میں جگہ دے آمین

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

شرح چندہ
سالانہ بارہ روپے - ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے آٹھ آنے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل
مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۴۰۶

فہرست مطبوعات

تذکرۃ الرسوم الاسلامیہ

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے شادی اور غمی میں کن کن رسوم کو جائز رکھا اور کن کن رسموں کو ناجائز قرار دیا - اُن کا تفصیلی بیان -
ایک آنہ کا ٹکٹ برائے خرچ ڈاک بھیج کر مفت طلب کریں -

خلاصہ اسلام

اسلام کیا ہے اور اسلام آپ سے کیا چاہتا ہے - وہ کون احکام ہیں جن کی پابندی سے آپ مسلمان بن سکتے ہیں - یہ سب باتیں نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ درج ہیں -
ایک آنہ کا ٹکٹ برائے خرچ ڈاک بھیج کر مفت منگوائیں -

پیغام رسول

پاکستان کا مسلمان آج اقتصادی - تمدنی - سیاسی اور قومی مشکلات و مصائب میں گھرا ہوا ہے اس کا صحیح علاج اور مداوا معلوم کرنے کے لئے پیغام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ ازبس ضروری ہے -
صرف ایک آنہ کا ٹکٹ برائے ڈاک خرچ بھیج کر مفت منگوائیں -

بہشتی اور دوزخی کی پہچان

بہشت میں جانے والے کون لوگ ہیں - اُن کے خصائص کیا ہیں - اور دوزخ میں کن کن عملوں کی بدولت جانا پڑے گا - ان کی تشریح اور تفصیل اس رسالہ میں درج کر دی گئی ہے -
قیمت تین آنے مع محصولڈاک

استحکام پاکستان

قیمت ۵ ر مع محصولڈاک -

نجاتِ دارین کا پروگرام

قیمت ۵ ر مع محصولڈاک

مقصدِ قرآن

قیمت ۵ ر مع محصولڈاک

ملنے کا پتہ : - ناظم انجمن خدام الدین
دروازہ شیرانوالہ - لاہور

پنجاب پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام ... چھپا کر دفتر ہفت روزہ المنبر ... سے شائع کیا